



تمام غنای اسلام کا دامن

تحریک اہل سنت کا قلوب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ

جلد 31 شماره 2 جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ فروری 2018ء

حق حاکم

ماہنامہ

الہدٰی

زیر نگرانی

آئین قائد اہل سنت

قاضی محمد ظہور الحسنی
اسیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

جاری کردہ

آئین اہل سنت و جماعت و غیر شرعی و طریقت

صدر الاوصیٰ مظہر حسین
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدام اہل سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

خلوص و صبر و استقامت اور دینی کی عکرمائی دے
رسولؐ کی شفقت کا ہر نور پھیلا نہیں
ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو
وہ ازواجؓ تہا پاک کی ہر شان منہا نہیں
تو اپنے اولیاء کی بھی تحمت دے خدا ہم کو
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایہاں کو نہ و بالا
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرا نہیں
عروج و فتح و شوکت اور دین کا غلبہ کامل
منادیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو
رسولؐ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی
تیری راہ میں ہر ایک نئی مسلمان وقف ہو جائے
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں ہم

خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
حیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمانیں
وہ موانع نئی کے چار یاروں کی صداقت کو
مجاہد اور اہل بیتؑ سب کی شان سمجھانیں
حسنؑ کی اور حسینؑ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
مجاہدؑ نے کیا تھا، پرچم اسلام کو ہالا
تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
حیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
ہو "یعنی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
نو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خدام

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں

تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں





مہل کرد اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
محمدیہ نام اہل سنت کا توحید اقامت خدایت ائمہ کا دانی



جلد 31 شماره 2 - جمادی الاولیٰ 1439ھ، فروری 2018ء

ترجمہ

قائمین اقامت اہل سنت

قاضی محمد ظہور الحسنی
اسیر حق ربک خدام اہل سنت پاکستان

ترجمہ

قائمین سنت کل سورت پر علم شریعت و رحمت

حضرت قاضی مظہر حسین
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

نائب مدیر

منظور حسین
معاون

بدل اشتراک

اندرون ملک: فی پرچہ 30 روپے سالانہ چندہ 300 روپے
بیرون ملک: مشرق وسطیٰ 85 روپے، امریکہ یورپ 20 روپے

مدیر مسئول

محمد مسعود
معاون

قاضی غلام برہین جبار صاحب 0333-5783036

0322-4135093
0302-4166462
042-37427872

برائے رابطہ خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ حق چار یار

متصل جامع مسجد میاں برکت علی، امیر بازار، قیلا دار روڈ، چیمبرہ لاہور

پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر قیلا دار روڈ، چیمبرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

- 4۔ فریب اسرائیل، سودی کتبہ جوڑ اور ہمارا اندرونی غلط فہم
ایم جے ایک مدظلہ
- 7۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات
فائدہ اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
- 15۔ ارشادات و کمالات
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ
- 20۔ مشاہیرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک اعتدال
مولانا مجیب الرحمن مدظلہ [ذریعہ اسماعیل خان]
- 32۔ تلمیحات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ
مولانا حافظ عبد الجبار سہتی
- 39۔ مکاتیب قائد اہل سنت
ترجیب و التواء، مولانا حافظ عبد الجبار سہتی
- 44۔ اخبار الخدام
مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب

ٹرمپ، اسرائیل، مودی گٹھ جوڑ

اور ہمارا اندرونی خلفشار

امریکی صدر ٹرمپ کی مسلم دشمنی کوئی دھمکی چھپی نہیں رہی اب ملی حیلے سے باہر نکل آئی ہے۔ اور پاکستان کے خلاف امریکی صدر کی ایما پر اسرائیلی وزیراعظم نتین یاہو بھارت کے ساتھ جنگی معاہدوں کے لیے بھارت پہنچے تو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی خوشی دیدنی تھی کہ سفارتی پروٹوکول توڑتے ہوئے ایئر پورٹ پر اسرائیلی وزیراعظم اور ان کی اہلیہ کا خود استقبال کیا اور وزیراعظم کے ساتھ لیٹ گئے۔ وزیراعظم کے ساتھ دورے میں 130 کاروباری شخصیات پر مشتمل وفد میں عسکری کمپنیوں کے سربراہان بھی شامل تھے یاد رہے یہ 15 برس بعد کسی بھی صیہونی وزیراعظم کا پہلا دورہ تھا اور اسرائیل بھارت کو ہتھیار برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے اور ہر سال اوسطاً ایک ارب ڈالر کا فوجی ساز و سامان فروخت کرتا ہے اور دونوں ملکوں میں قدر مشترک مسلم دشمنی ہے اسرائیلی حکومت فلسطین میں اور بھارتی حکومت کشمیر میں مسلمانوں کا خون بہا رہی ہے اور انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کو کشمیر اور فلسطین میں یہود و ہنود کی دہشت گردی نظر نہیں آ رہی بلکہ پاکستان اور مسلم ممالک میں دہشت گرد نظر آتے ہیں کاش اپنی ہی عوام کو نکلہ دکھانے والے پرویز مشرف امریکی دھمکی میں آکر سہولت کاری کا بزدلانہ کردار ادا نہ کرتا تو امریکہ کو پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کی یوں جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسلام آباد نے شدت پسندوں کی پشت پناہی جاری رکھی تو بہت کچھ کھودے گا۔ امریکی نائب صدر نے یہ بھی کہہ دیا۔ امریکی فوج کو کہیں بھی دہشت گردوں کے اڈے ختم کرنے کا اختیار دے دیا۔ ہمیں امریکی دھمکی میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ ہر طاقت افغانستان کی ہندگلی میں ان دنوں پاکستان کے بغیر برقرار ہے۔ دنیا کی عظیم جدید ہتھیاروں سے لیس امریکہ نیو فورسز کے ہمراہ بھی طالبان کو نیچا نہ دکھاسکا اور امریکہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ امریکہ نے اب تک جتنے اسلامی

مکوں میں سسٹن ہوا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم اور نصرت سے ان سب کو جس طرح چاہے
پاکستانی فوج کے، سڑوں میں ہے اور پاکستان کی سیاسی اور فکری قیادت کا جانب سے ہوا ہے
مکمل حمایت کے ساتھ امریکہ کی اس دھنکی کو مسترد کر کے جوئے واضح کر دیا گیا کہ پاکستان
افغانستان میں امریکی ناکامی کے حوالے سے کسی بھی صورت قربانی کا کمر نہیں بندھے گا۔

خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کہ ہمارے پڑوسی ملک افغانستان اور ایران میں ہمارے فوجی
خانے کی پیک کے منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے بلوچستان میں دھماکے، خودکش حملے، پتھروں
پتھروں اور دہشت گردوں کی پوری مدد کر رہے ہیں پناغیہ امریکہ اور بھارت کی جھمن کی پاکستان کے
ساتھ دوئی اور سی پیک کے منصوبے پر شدید تکلیف ہے امریکہ کا خیال ہے کہ جھمن بلوچستان کے
اڈے قائم کر لے گا۔ بھارت پاک فوج کی جنگی مہارت اور پاکستان کی فوجی قوت سے بھی غافل
ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پاکستان اس وقت اندرونی طور پر خلفشار کا شکار رہے اور اندرونی طور پر بھی
ہے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں آئے گا۔ مگر افسوس صد افسوس بعض قدامت پسندوں اور
اقتدار کی ہوس میں سیاست دان حضرات دانستہ یا نادانستہ طور پر ملک ویشنوں کا ناپاک منصوبہ پایہ
تحلیل تک پہنچانے میں سہولت کاری کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اسے غافل مسلمانوں
تمہاری داستان تک نہ رہے گی داستانوں میں

انتخابی سال دو ہزار اٹھارہ اور ہمارا اندرونی خلفشار

اب جبکہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی مدت پوری ہونے میں صرف چند ماہ باقی رہ گئے ہیں
سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ انتخابی منشور عوام کے سامنے پیش کر کے انتخابی مہم چلائیں
جمہوریت اور نیا پاکستان بنانے کے دعوے دار جو پہلے بھی غیر جمہوری طریقہ سے دھڑا رہے کہ
حکومت گرانے میں ناکام ہوئے ہیں۔ اب وہ دوبارہ کنیڈا سے بھیجے ہوئے مولوی طاہر اٹھاروی کی
قیادت میں لاہور کے احتجاجی جلسہ منعقدہ میں پی ٹی آئی، عوامی تحریک اور تحریک انصاف کے قائدین
نے جو زبان استعمال کی ہے۔ وہ ایک جاہل دیہاتی کی تو ہو سکتی لیکن قائدین کی نہیں۔ تحریک

انصاف کے چیئر مین عمران خان نے پارلیمنٹ پر لعنت بھیجی اور پھر شرمندگی محسوس کرنے کی بجائے کہا کہ میں تو پارلیمنٹ کے لیے لعنت سے زیادہ سخت الفاظ کہنا چاہتا تھا آج۔ عوامی لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے کہا کہ حکمران تقریروں سے نہیں جائیں گے یہ بڑے ڈھیلا اور اور بے شرم ہیں نواز شریف کا لیڈر شیخ مجیب ہے ان کے گھر حسینہ واجد بھی ہے میں استعفیٰ دیتا ہوں۔ عمران خان تم بھی اپنی اسمبلی رکیت چھوڑ دو۔ لاکھی اٹھاؤ اور جاتی امراء کی طرف مارچ کرو..... پیپلز پارٹی تحریک انصاف اور دیگر سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیکھ کر طاہر القادری بھی شیر بن گئے اور بول اُٹھے کہ اگر کارکنوں کو کہہ دوں، تو تمہارے بدن کے کپڑے نوح ڈالیں گے۔ بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ تم جاتی امراء کے باہر قدم نہ رکھ سکو گے۔ ہم نہ بزدل ہیں نہ کمزور ہیں۔ ہاتھوں سے انتقام لے سکتے ہیں۔ انہوں نے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر کبھو تو تاریخ دے دوں۔ اگلی اتوار کو رائے ونڈ کی اینٹ سے اینٹ بھا دو گے یا ابھی چلو گے..... دوسری طرف عمران خان جب متحدہ اپوزیشن مال روڈ لاہور کے جلسہ میں اسٹیج پر پہنچے تو طاہر القادری نے ان کا پرچاک استقبال کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں لہرایا تو عمران خان، طاہر القادری کا ہاتھ جھٹک کر اسٹیج پر موجود اپنی کرسی پر جا بیٹھے..... عمران اور زرداری میں اختلاف موجود ہے چنانچہ اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے کہا کہ عمران خان کی پارلیمنٹ پر تنقید بال جواز ہے اور حکومتی ناکامی کو پارلیمنٹ کی ناکامی نہیں کہا جاسکتا۔ نواز شریف عدالتوں اور اداروں کی توہین کرتے ہیں اور عمران خان پارلیمنٹ کی اور اس طرح ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے ”ماخوذ 18 جنوری روزنامہ جنگ راولپنڈی“ قومی اسمبلی میں تحریک انصاف کے چیئر مین اور شیخ رشید کی جانب سے پارلیمنٹ پر لعنت بھیجنے کے خلاف مذمتی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی ہے ”19 جنوری 2018 روزنامہ جنگ راولپنڈی“۔

دھرتا پارٹی کی عجمانی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر یاد آتا ہے:

إذا بنیس الانسان طال لسانہ

کستور نعلوب بصول علی الکلب

جب انسان مایوس ہو جائے تو اس کی زبان لمبی ہو جاتی ہے۔ جیسی ہماری ہوئی ملی جو کتے پر حملہ

کر دیتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

تاکہ اہل سنت و کبیلہ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب: سید منظور حسین

درب قرآن مدنی مسجد چکوال - ۳ فروردی ۱۳۷۸ھ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝
وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَ
ارْزُقْنَا مِنْكَ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ
رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ
أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ: ”اور جب کہ اٹھا رہے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی
بنیادیں اور دعائیں کر رہے تھے ”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا“ اے رب ہمارے تو ہم سے قبول فرما ”إِنَّكَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ بیشک تو ہی ہے ہر بات کو سننے والا، ہر چیز کو جاننے والا۔ اے رب
ہمارے تو ہم دونوں کو مسلمان رکھ، تابعدار رکھ ”مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ“ اور ہماری اولاد
میں بھی ایک جماعت اپنی تابعدار رکھ اور ہم کو اپنی عبادت کے طریقے سکھلا دے اور ہم پر
رحمت کی توجہ فرما، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ”بیشک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت
زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“ ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ“ اے ہمارے رب اور بھیج تو
ان میں ایک عظیم الشان رسول ﷺ کو انہی میں سے، جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائیں اور
تیری کتاب ان کو سکھائیں اور حکمت سکھائیں اور وہ اُن کو پاک کر دیں تو ہی ہے بیشک
بڑے زور والا، بڑی حکمت والا۔“ (پارہ اول)

○ برادران اہل سنت والجماعت! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کا ذکر کیا
ہے، ہزار ہا سال پہلے، جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے اے

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ

نار ہے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم پیغمبر ہیں، ظلیل اللہ لقب ہے سبحان اللہ! سینکڑوں انبیاء آپ کی اولاد میں پیدا ہوئے ہیں، ابوالانبیاء ان کو بھی کہا جاتا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے بیٹے، وہ بھی معصوم پیغمبر ہیں، ان کا لقب ہے ذبیح اللہ، کہ جنھوں نے اپنے آپ کو ذبیح کے لیے والد صاحب کی چھری کے نیچے پیش کر دیا۔ سبحان اللہ۔ یہ دونوں باپ بیٹا پیغمبر ہیں معصوم ہیں خاص شان رکھتے ہیں اللہ کے حکم سے بیعت اللہ کی دیواریں رکھ رہے ہیں، دیکھو ناں؟ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے اس کام کی، اس عبادت کی قدر ہے کہ قیامت تک یہ آیتیں ایمان والوں کے لیے چلتی رہیں گی، پڑھتے رہیں گے پڑھاتے رہیں گے۔ کام بھی ٹیک، جگہ بھی اعلیٰ، ساتھ دعا کر رہے ہیں۔

○..... دعا کا معنی کیا؟ اللہ سے اپنی حاجت مراد مانگنا، جو بھی ہو، لیکن دعا کے لیے کچھ شرائط ہیں، اگر جگہ متبرک ہو تو وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، اس کی برکت ہوتی ہے۔ وقت مبارک ہو تو اس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، اب یہاں ساری چیزیں جمع ہیں، اور دعا کرنے والے بھی دو معصوم پیغمبر ہیں سبحان اللہ! اُن کی زبان پاک، اُن کا دل پاک، اُن کی نیت پاک، سب کچھ ٹھیک ہے، تو یہ ہم کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دعا اور یہ آیات نازل فرمائیں تاکہ بندے یہ سمجھیں کہ کتنی شان ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، کتنی شان ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی؟ لیکن دونوں عاجزی سے اپنے رب سے دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! تیرے حکم سے ہم نے یہ کوشا تو بنا دیا لیکن قبول کرنا تو تیرا کام ہے ناں؟ ہم نے تو حکم مان لیا ہے، قبولیت جو ہے وہ تو تیرے اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ دعا اس تصور سے کرے کہ اب میرا اختیار نہیں ہے کہ جو میں نے مانگا ہے مجھے ضرور مل جائے گا۔ اپنی رحمت سے دے تو اس کی مرضی، نہ دے تو اس کی مرضی، میں نے تو مانگنا ہی ہے، مانگ لیا تو بندگی کا تقاضا پورا ہو گیا۔

○..... یہ یاد رکھو! ”الدعاء مغل العبادۃ“ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو دعا ہے، یعنی اللہ سے مانگنا، یہ عبادت کا مغز ہے۔ بندہ جس حال میں بھی ہو، وہ اللہ سے عاجزی، زاری سے مانگتا رہے یہ مانگ لینا ہی عبادت ہے۔

○..... ”إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفیں ذکر فرمادیں، ایک یہ کہ ”تو ہی ہے ہر بات کو سننے والا“ اب جب باپ بیٹا دعا کر رہے ہیں تو کون من رہا ہے؟ رب

دوسری بات کہ "تو ہی ہے ہر چیز کو جاننے والا"۔ یعنی ہماری نیت کو بھی تو جانتا ہے، ہماری مبرا کو بھی تو جانتا ہے، جو ہم کہہ رہے ہیں اس کو تو سنتا ہے، اب ہم نے تو اس ایمان اور یقین کی بنیاد پر تجھ سے دعا کی ہے کہ تو ہمارے ظاہر، باطن کا حال جانتا ہے اس لیے تو قبول فرمائے۔ "وَرَبُّنَا مُسْتَسْتَسِرٌّ" (وَجَعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ) اے رب ہمارے تو ہم کو مسلمان رکھ، مسلم کا معنی ہے اللہ کے حکم کے سامنے جھک جانے والا "وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ" اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت اپنی تابعدار رکھ، جو ہماری اولاد آگے پیچھے گی ان میں سے بھی تو ایک جماعت ایسی بنا کہ جو تیری تابعدار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ اپنے لیے بھی دعا کرے کہ یا اللہ! تو مجھے اسلام پر قائم دائم رکھ اور اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرے۔ "وَأَرْزُقْنَا سَكَنًا" اور جو جگہ کے احکام اور طریقے ہیں تو ہی ہمیں سکھا۔ کیونکہ وحی کے ذریعہ اللہ ہی نے بتانا ہے۔ "وَكُتِبَ عَلَيْكُمُ" اور ابراہیم پر رحمت کی توجہ فرما، تو پہ کا معنی ہوتا ہے رجوع کرنا، پیغمبر چونکہ معصوم ہوتے ہیں، اس لیے یہاں معنی یہ ہے کہ تو ہمیشہ اپنی رحمت کی توجہ ہم پر نازل فرما "إِنَّكَ أَنْتَ الشَّوَابُ الرَّحِيمُ" تو ہی ہے تو پہ قبول کرنے والا، تو ہی ہے رحمت کی توجہ فرمانے والا اور تو ہی ہے سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔

○..... دیکھو! معصوم پیغمبر ہیں، ان کی محبوبیت اور مقبولیت کا بڑا مقام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اپنے آپ کو عاجز کر کے پیش کر رہے ہیں کہ یا اللہ! تو ہی ہے اور کوئی نہیں، یہی بندگی ہے۔ رہنا، رہنا، کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے، تو ہمیں پالنے والا ہے، ظاہری، باطنی نعمتیں دینے والا ہے، ہم تو سراسر تیرے محتاج ہیں اس لیے دعا میں رہنا، رہنا کہہ رہے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے پہلے ظاہری رزق کے لیے بھی دعا کی، جو اس سے پہلے آچکی ہے کہ "وَأَرْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ السَّمَاءِ" (اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے) کیونکہ رزق ظاہری نہ ہو تو بھوک کب تک کاٹیں گے۔ اس کے بعد اب روحانی رزق کی دعا ہے، ظاہری جسمانی رزق تو کافر اور مومن کے لیے برابر ہے بلکہ بعض دفعہ کافر بدکار کو اللہ زیادہ دیتا ہے، آزمائش ہوتی ہے، اس کی حکمت ہوتی ہے، تو پہلے رزق ظاہری کی دعا کی، گویا نزولِ آں سے تقریباً چار ہزار سال پہلے یہ دعائیں کی تھیں، آج ان دعاؤں کا ظہور دیکھو، لاکھوں جیوں کے لیے خوراک، میوے پھل، سبزی، ترکاریاں، گوشت، دودھ، گھی وغیرہ ضروریات،

کپڑے سامان جو کچھ بھی ہے یہ کون پہنچا رہا ہے؟ یہ اسی دعا کا ثمرہ ہے۔ یہ ظاہری رزق ہے اور ایک رزق روحانی، باطنی ہے وہ صرف ایمان والوں کے لیے ہے تو اب اس کے لیے دعا ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ گھر تعمیر ہوا ہے، آبادی کے لیے دعا ہوئی، گھر بن گیا، گویا مدرسے کی تعمیر ہوگئی، تو مدرسہ کس لیے ہے؟ کہ معلم ہو۔ معلم کس لیے؟ کہ طلباء ہوں، تو جس طرح رب نے رزق عاہری کی دعا قبول فرمائی، اسی طرح اللہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی روحانی و ایمانی دعا بھی قبول فرمائی، وہ روحانی دعائیں ”دہشا و ابعث فیہم رسولاً منہم“ اے رب ہمارے! اور بھیج تو ان میں یعنی ہماری اولاد میں ”رسولاً منہم“ انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول ”مسل“ نہیں فرمایا، کہ زیادہ رسول بھیج، عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ کتنے ہی رسول آئیں، کیونکہ قیامت تک اولاد دہنی ہے، لیکن اللہ کی حکمت اور اس کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد جو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پھیلے، اس میں ایک ہی آئے، جو سب کا سردار ہو، اور آپ بھی ایک ہی عظیم الشان رسول کی دعا کر رہے ہیں، اب تاریخ کو پڑھ لو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اور کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوا، صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی پیدا ہوئے ہیں۔ اب آگے ان کے فرائض رسالت کی دعا کرتے ہیں کہ وہ رسول جن کے لیے میں دعا کر رہا ہوں وہ کیا کریں؟

○..... ”يُتْلُوا عَلَيْهِمُ الْكِتَابَ“ جو تیری آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائیں ”وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ“ اور تیری کتاب اُن کو سکھائیں ”وَالْحِكْمَةَ“ اور حکمت سکھائیں ”وَيُزَكِّیْهِمْ“ اور وہ اُن کو پاک کر دیں ”إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ تو ہی ہے بیشک بڑے زور والا بڑی حکمت والا۔ (آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مظہر ہوں) اللہ پاک نے بھی قرآن پاک میں آنحضرت ﷺ کے یہی چار قسم کے فرائض رسالت بیان فرمائے ہیں (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ) ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمُ الْكِتَابَ وَيُزَكِّیْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ (سورۃ الجمعہ) ”وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) سے، ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ و اخلاق ذمیدہ) سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں جن میں سب علوم دینیہ ضرور یہ آگئے)

سکھاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ ﷺ کی بحث کے) پہلے سے کھلی کمرای میں تھے، (کہ وہ شرک و کفر ہے، مراد اکثر ہیں کیونکہ جاہلیت میں بھی بعضے موجد تھے۔ مگر تاہم جھیل ہدایت کے وہ بھی غریب تھے۔) (تفسیر بیان القرآن)

بہی قرآن ہی کی آیت ہے (حق تعالیٰ فرما رہے ہیں) کہ حضور ﷺ کو ہم نے بھیجا ہے تاکہ اُن پڑھ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں، ایک ہوتی ہے کتاب، ایک ہوتا ہے معلم کتاب، کتاب کی تعلیم دینے والے کو معلم کہتے ہیں۔

○..... قرآن مجید کی تعلیم دینے والے معلم کائنات ہیں، نبی اعظم ہیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، قرآن مجید جتنی اعلیٰ و افضل کتاب تھی، اتنا ہی افضل و اعلیٰ معلم، ساری مخلوق سے جہانیت کر بھیج دیا، قرآن بھی اعلیٰ، معلم قرآن بھی اعلیٰ، قرآن مجید سے اعلیٰ کوئی کتاب پیش کرو؟ حضور ﷺ سے اعلیٰ کوئی اللہ کی مخلوق میں سے پیش کرو؟ اسی سے دوسری چیز بھی سمجھو۔

○..... جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو معلم اور ہادی بنا کر بھیج دیا، تو یہ بھی ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے شاگرد بھی بھیج دیے، یہاں آ کے لوگوں کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں، سستی بھی مانتا ہے لیکن اس کی تبلیغ نہیں کرتا، تو بات تو وہ ہیں رہ جاتی ہے ناں؟ بھی! ایک بڑا قابل معلم ہو اور اس کا شاگرد کوئی نہ ہو تو اس کا فائدہ کیا ہوا؟ شاگرد ہوں، وہ فعل ہی ہو جائیں تو فائدہ کیا؟ بھی کسی کو مدرسے میں استاد لگائیں، تو ہو سکتا ہے کہ وہ استاد نالائق ہو، یا لائق ہو لیکن محنت نہ کرے، یا محنت تو کرے، شاگرد نالائق ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جن کو معلم قرآن بنا کر بھیجا ہے، اس نے خود انتظام کرنا ہے کہ اس معلم سے فائدہ اٹھانے والے بھی قابل بھیج دوں، اگر وہ قابل نہیں تو حضور ﷺ کے فیض سے میں اُن کو قابل بنا دوں۔ ورنہ معلم بھیجنے کا فائدہ کیا؟ جب کتاب بھی اعلیٰ، معلم بھی اعلیٰ، شاگرد کچھ نہیں، تو پھر فائدہ کیا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض آتا ہے کہ (اتنی اعلیٰ ہستی کو معلم بنا کر بھیجنے کا) فائدہ کیا ہوا؟

○..... اس لیے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید اعلیٰ اور معلم قرآن بھی اعلیٰ ہیں اسی طرح معلمین بھی اعلیٰ، اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ پاس جو شاگرد بھیج دیے، وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ساری امتوں سے اعلیٰ شاگرد ہیں، اعلیٰ امتی ہیں، اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور جنتی

بندے ہیں اب کورس بھی مکمل ہو گیا، کورس پڑھنے والے بھی کامل ہو گئے، اور یہ بھی قرآن مجید میں ہے۔

○..... یعنی! شاگردوں کو پڑھنے اور امتحان کے بعد سندیں ملتی ہیں ناں؟ حضور ﷺ کے شاگردوں کو بھی سند ملی، سند کیا ہوتی ہے؟ کہ پاس ہو گئے، ٹیل نہیں ہوئے، اصحاب رسول ﷺ اور شاگردان رسول ﷺ کو اللہ پاک نے وہ سند دی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی کو یہ سند نصیب نہیں، سند کیا ہے؟ فرمایا: ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ کہ اللہ اُن سے راضی ہو گیا، یہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہ سند ہے کہ نہیں؟ یہ امتحان کا نڈ کا نہیں، قلم کا نہیں، یہ امتحان، ایمان اور عمل کا ہے، اس کی سند یہ ملی کہ اللہ راضی ہو گیا، وہ جنتی ہو گئے۔ بتاؤ اس سے اعلیٰ کوئی سند ہے؟ اور یہ سند اگر ان کو نہ ملتی تو ہمیں کیسے امید ہوتی ہے کہ ہمیں جنت مل سکتی ہے؟

○..... جب حضور ﷺ سے پڑھنے والے، حضور ﷺ کا دیدار کرنے والے، آپ ﷺ کے حکم سے بیوی بچے، دکان مکان، وطن چھوڑنے والے، آپ کے حکم سے گردنیں کٹانے والے، حضور ﷺ کے حکم سے بڑی بڑی طاقتوں سے کمرانے والے بھی پاس نہ ہوتے تو بعد میں قیامت تک کوئی اُمّتی کہہ سکتا تھا کہ میں پاس ہو جاؤں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے آنے والے حضور ﷺ کے امتیوں کو مطمئن کر دیا کہ تم بھی پاس ہو سکتے ہو بشرطیکہ یہ جو پاس ہوئے ہیں ان کی اچھے طریقے سے پیروی کرو۔ تو یہ حکمت تھی کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ شاگردوں کو، جن کو اصحاب رسول ﷺ کہا جاتا ہے، ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے سند عطا کی، کس کی؟ اپنی رضا اور جنت کی، یہ ہے سب سے اعلیٰ سند ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے، سمجھو سستی، اس سے بڑی کوئی سند لاؤ؟

○..... بڑے سے بڑا بزرگ، ولی، ہو بھی اللہ کا پیارا، ہم مان بھی لیں، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو سند مل گئی ہے کہ یہ ضرور جنتی ہے؟ کیا پتہ کہ موت تک کیا ہوگا؟ آخری سانس تک خطرہ رہتا ہے کہ یہ رستے سے ہٹ نہ جائے، وفات کے بعد ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ نے ہماری محنت، عبادت قبول کی ہے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ نے وفات کے بعد، سند کا ذکر نہیں فرمایا، بلکہ ابھی زندہ تھے، چل پھر رہے تھے، کتنے کتنے سال حضور ﷺ کے بعد زندہ رہے، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا کہ تم زندہ ہو، لیکن سمجھ لو کہ اللہ تم سے راضی ہو گیا۔ کیونکہ تم اللہ سے راضی ہو گئے۔ تم نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے ساری دنیا کو چھوڑ دیا، آج ہم تو کہتے ہیں تاں کہ ویسے ہی اسلام کا جھنڈا بلند ہو جائے دنیا کی زنجیریں توڑنا مشکل ہوتا ہے۔ مشکل ہوتا ہے اللہ کے لیے لوگوں کو ناراض کرنا۔ اپنے لیے تو ہم روزانہ ایک دوسرے کو ناراض کرتے ہیں، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت ہے "راضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اللہ اُن سے راضی ہو گیا۔ اور راضی ہونے کا اعلان اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ آئندہ بھی یہ میرے رچیں گے میرے خلاف نہیں ہوں گے۔ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے کہ جو میری پسندیدگی کے خلاف ہو، میری رضاء کے خلاف ہو ورنہ وہ اعلان کیوں کرتا؟

○..... سمجھو! یہ شہادت میری نہیں۔ آپ کی نہیں۔ یہ شہادت اللہ تعالیٰ کی ہے (جو دلوں کا حال جانتا ہے) کہ صحابہ اللہ سے راضی ہو گئے کون گواہی دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ، اب جو کہے کہ وہ ایسے تھے، دیسے تھے؟ تو وہ اللہ کی بات کا منکر ہے، اللہ کے فیصلے کا منکر ہے، چودہ سو سال کے بعد تو جانتا ہے یا اللہ جانتا ہے؟

○..... یہی سنی عقیدہ ہے جو سمجھتا ہوں، اسی میں ہم نے محنت نہیں کی، جس سے گمراہی پھیلی، یاد رکھو! کسی کو جنت کی سند نہیں مل سکتی، جب تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی نہ مانے؟ اس لیے کہ وہ معیار حق ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں جی! یہ فردی مسئلے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسئلہ فردی ہے؟ بھائی! قرآن مجید میں جو آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لیے جنت لکھ دی، میں تم سے راضی ہو گیا۔ اب ایک آدمی کہتا ہے کہ یا اللہ! میں بھی اُن سے راضی ہوں، میں مانتا ہوں، تو ٹھیک ہے ناں؟ اور ایک کہتا ہے کہ میں تو ان سے راضی نہیں ہوں۔ میں تو ان کا مخالف ہوں، تو بات تو قرآن کی گچی ہوگی ناں یا اس شخص کی؟

○..... اس پر بزرگوں نے بڑی محنتیں کی ہیں، عمریں لگا دیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بچ جائے، تو ہم کچھ بچ سکتے ہیں، اس لیے کہ کتنی ہی آیات میں یہ عقیدہ پھیلا ہوا ہے۔ مودودی صاحب نے جب اپنی "جماعت اسلامی" کا عقیدہ دستور میں یہ لکھا کہ "سوائے نبی ﷺ کے کسی کو معیار حق نہ مانے" تو شیخ الاسلام والیسلین حضرت مدنی رحمہ اللہ نے جب اس دستور کی یہ دفعہ پڑھی کہ ہر آدمی جو اس جماعت کا رکن ہے، اس کے لیے اس کو ماننا عقیدہ ہے، عقیدے کے طور پر اس کو ماننا ہے تو پھر

آپ نے کتاب لکھی ”مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت“ اور آیات و احادیث سے ثابت کیا کہ صحابہ کرام معیار حق ہیں، پھر آخر دم تک اسی مسلک پر حضرت ﷺ زور دیتے رہے، علماء کو تاکیدیں کرتے رہے۔

○..... اب ہم نے اپنے آپ کو اُن پر تولنا ہے، اُن کو تو رضا کی سند مل گئی، وہ تو کامیاب ہو گئے ہم اُن کی پیروی کریں گے تو ہم بھی اس سند کے امیدوار ہو سکتے ہیں۔ یا ان کی مخالفت کریں گے تو سند کے امیدوار ہو سکتے ہیں؟ معیار حق کا کیا معنی ہے؟ کہ جن سے حق ملے، حضرت ﷺ نے دلائل دیئے، پھر کئی علماء نے ان کی اس تحریر سے یہ مسئلہ سمجھا۔

○..... بہر حال قرآن مجید، نبی کریم، رحمۃ اللعالمین ﷺ، اپنے اصحاب کو سکھاتے تھے تعلیم دیتے تھے، پھر اس کا عمل خود ان کے سامنے پیش کرتے پھر جو ایک خصوصی چیز ہے۔

”ویسز کھم“ (حضور ﷺ ان کو پاک کرتے ہیں) یہ بعد والوں کو نصیب نہیں ہو سکتی، علم بھی ہو سکتا ہے، عمل بھی ہو سکتا ہے، درجہ اپنا ہوگا، لیکن حضور ﷺ کی خدمت، صحبت اور فیض سے جو ان کے نفس پاک ہوتے تھے، جو ان کا تزکیہ نفوس ہوتا تھا، وہ بعد والوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب حضور ﷺ کی صحبت کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہ پاک ہیں تو آگے پاک چیزیں اُن سے چلی ہیں؟ اس سے کوئی بڑی سند ہے؟

چونکہ حضور معلم ہیں آپ نے قرآن کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو تعلیمات دی ہیں، بتاؤ! ہم نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے؟ آج ہم اپنے علماء کی زبانی سنتے ہیں یا کتاب میں پڑھتے ہیں، کتنی شان، عظیم ہے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کی، کہ حضور ﷺ کا دیدار بھی کر رہے ہیں اور آپ کی پاک زبان سے، پاک الفاظ بھی سن رہے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ اور کسی کو نصیب ہو سکتا ہے؟

○..... ہر ہر حدیث میں ہوگا کہ فلاں صحابی نے روایت کی ہے، یعنی اس نے حضور سے براہ راست سنا ہے، اس صحابی کو نہ مانو تو وہ حدیث ختم، قرآن مجید کی آیات اور تعلیم ہم تک نہیں پہنچ سکتی، جب تک ہر ہر صحابی کو کامل الایمان اور جنتی نہ مانیں؟ اس لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ہر صحابی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں محتاج بنا دیا ہے۔ درجے اُن کے آپس میں جدا ہیں، لیکن ان ہم سب کے محتاج ہیں۔ اللہ سمجھ دے عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

ارشادات و کمالات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات

کتاب البر والوافر کتبھا۔ اس سے پہلے اس کتاب کے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ تفسیحات مدینہ منورہ میں دیکھی تھیں۔ ان کے تفردات سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ نیز ان کی زبان امام اشعری، شیخ اکبر اور دیگر اسلاف کے حقائق بہت تیز ہے۔ جن کی مدح دشنام اپنے اسلاف کرام سے ہمیشہ سنتے آئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۵۸)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی حدیث دانی پر اعتماد

آپ نے دلائل السنن والاثر کو مطالعہ کے لیے ماہِ رجب میں ارسال فرمایا تھا میری ناکارگی سے آپ ناواقف ہیں۔ وہ زمانہ اخیر سال اور انتہائی مصروفیت کا تھا۔ جس میں قطعی طور پر عدم الفرصتی ہوتی ہے۔ چنانچہ میں بالکل احتمال امر نہ کر سکا۔

مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور علم حدیث سے بہت زیادہ واقف اور اس کے ماہرین اعلیٰ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ ان کی اوہل تفسیفات اس فن میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور اوجز المسالک شرح مؤلف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کئی جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ شرح شاہل ترمذی الکوکب الدردی وغیرہ اور اس سے پہلے بذل النجوم و شرح سنن ابوداؤد میں پوری امداد تحریری و تجزیاتی حضرت مولانا ظلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے کر کتاب مذکور کی تکمیل کر چکے ہیں۔ اس لیے جس قدر اس فن سے ان کو واقفیت اور مہارت ہے۔ میں تو اس کا عشرِ شیر بھی نہیں رکھتا۔ اسی بنا پر میں نے ان کی خدمت میں بھیجنا ضروری اور نفع سمجھا۔ چنانچہ موصوف نے اس کتاب کو بالاستیعاب لکھا۔ اور جگہ جگہ اس میں یادداشتیں لکھ دیں اور ماہِ شوال کے اخیر میں میرے پاس مع مشککہ نوٹ اور مقدمہ اوجز بھیج دیا ہے۔ میں اس وقت سے اس فکر میں تھا کہ اس کا مطالعہ کروں، مگر دستار کی

طواری بھوم انصاف اور مشاغل تدریس نے نفل و حرکت اور آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا اور کھل راحت کی تاکید کر دی تو موقع مل گیا کہ کتاب مذکور کو بالاستیعاب دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے امتثال حکم کیا اور حسب الحکم اپنی ناقص رائے بھی لکھ دی جو کہ منسلک ہے۔ البتہ میرے خیال میں چند امور قابل غور ہیں۔

الف: آپ مخالفوں پر رد کرنے میں نہایت نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ نہ ہونا چاہیے۔ سب و شتم سے بچنا تو ضروری ہے لیکن رد کرنے میں الفاظ سخت اور زوردار ہونے چاہئیں۔
ب: آپ بسا اوقات مسئلہ میں متعدد اقوال مثل علامہ سیوطی رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں جس سے مخالف کو شہ ملتی ہے میرے خیال میں فقط قول راجح کو ذکر کرنا چاہیے جو آپ کا مختار ہو، باقی کو یا تو ذکر ہی نہ کیا جائے یا اگر ذکر کیا جائے تو نہایت تصنیف کے ساتھ۔

امیدوار ہوں کہ تاخیر امتثال کو بخیر غنود دیکھ کر اس ناکارہ سے درگزر فرمائیں گے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۰)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا آخری والا نامہ مولانا نجم الدین رحمہ اللہ اصلاحی کے نام

آپ کا کوئی خط یہاں سفر کے باعث سرفراز نہیں ہوا۔ خیریت معلوم نہ ہونے سے فکر ہے۔ غالباً جناب کو کتاب کا رجسٹرڈ پارسل مل گیا ہوگا۔ اس پر جو کچھ میرا یا شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا مرحوم) کا جگہ جگہ پر نوٹ ہے۔ اس کے متعلق کیا رائے ہے۔

میں بفضلہ تعالیٰ تدریجاً صحت حاصل کر رہا ہوں۔ دو ہفتہ سے یونانی علاج ہو رہا ہے۔ جس سے فائدہ ظاہر ہو رہا ہے۔ تکالیف میں بڑے درجے تک کمی واقع ہوگئی۔ کل ۲۰ ربیع الاول سے میں نے باہر بھی آمد و رفت شروع کر دی ہے، علاج اور پرہیز برابر جاری ہے۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جلد میں اس قابل ہو سکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کر دوں۔ واقفین اور پرسان حال حضرات سے سلام عرض کر دیں۔ والسلام

جواب از مولانا نجم الدین اصلاحی

ستمبر ۱۹۵۷ء میں حضرت رحمہ اللہ کی علالت کو سن کر ۲۲ ستمبر ۵۷ء کو بغرض عیادت دیوبند پہنچا اور ۳۰ ستمبر کو واپس ہوا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ علالت ہمیشہ کے لیے جدائی کا پیغام ہے۔ اس کا ذرا سا وہم و

گمان نہ تھا۔ تاہم ناچیز دیوبند میں یہ انتظام کر کے آیا تھا کہ ہفت میں دو بار خبر ملتی رہے۔ البتہ حضرت کے نام کوئی عریضہ اس لیے نہیں لکھا تھا کہ پڑھنے اور جواب دینے میں زحمت نہ ہو، کھل آرام ملے۔ مگر اس نظر کرم کو دیکھتے کہ خود خط تحریر فرما کر میری خیریت نہ ملنے پر فکر ظاہر فرما رہے تھے۔ بھلا اس ذرہ نوازی کی بھی کوئی حد ہے۔ میں حضرت کے اس تحریر فرمانے سے کہ ”جلد اس قائل ہو سکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کر سکوں۔“ باغ باغ ہو کر کلی مطمئن ہو گیا۔ کیا یہ تھا کہ متبرکی زیارت ہی آخری زیارت ہے۔ اور یہ ذات گرامی ہم سبھی سے پردہ کرنے والی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ لِيْ بِمَنْ مَّيْلِيْ وَالْحَقِيْقِيْ بِالصَّالِحِيْنَ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری کتاب دلائل السنن والآثار پر جو تقریظ ثبت فرمائی ہے۔ وہ ناظرین کے استفادہ کے لیے درج ہے۔ یہ صرف میری اور کتاب کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت نے اپنے آخری لمحات زندگی میں حرفا حرفا ملاحظہ فرما کر ایسی تحریری سند عطا فرمائی کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

دلائل السنن والآثار پر تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد! میں نے مولانا نجم الدین اصلاحی زید مجدہم کی مبارک تصنیف دلائل السنن والآثار حصہ اول کو ابتداء سے آخر تک حرفا حرفا پڑھا مجھ سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے بھی بالاستیعاب اس کتاب کو دیکھا تھا اور کہیں کہیں اصلاح و ترمیم بھی فرمائی تھی۔ ماشاء اللہ کتاب مذکور اپنے مقصد میں نہایت کامل اور مفید ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہے، اردو زبان میں اس مقصد کے لیے کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ عربی اور فارسی میں بھی کوئی ایسا مجموعہ جس میں اہل ذلیف و عناد اور ملاحدہ کے شبہات و اعتراضات متعلقہ علم حدیث و سنن کو اس طرح واضح طور پر دفع کیا گیا ہو اور سب ایسی ایضات کو ایک جگہ جمع کر کے پوری روشنی ڈالی گئی ہو، آج تک تصنیف نہیں کیا گیا۔

مصنف مدظلہ العالی نے حسب ضرورت زمانہ نہایت عرق ریزی اور محنت سے امور متعلقہ ضروریہ کو حسب طریقہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعہ جمع اور مرتب فرمایا ہے۔ اور اہل ذلیف و عناد کے نزاعات و وساوس کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ حَسْبِيَ السُّلَّةُ عَنِ الْاِسْلَامِ

وَالْمُسْلِمِينَ خَيْرَ الْبَرِّ آئینِ ثم آمین۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کریم کار ساز
مستف کی کوششوں کو اپنی قبولیت کاملہ سے نوازے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے نفع عظیم عطا
فرمائے۔ اور یہ کتاب مقبول عام ہو۔ واللہ ولی التوفیق والسادد وبہدہ القبول والمبدء
والمعاد۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۳، ص ۱۷۱)

خودکشی کا ارادہ کرنا انتہائی بزدلی اور گناہ ہے

آپ کا دالانامہ پڑھ کر سخت تعجب ہوا، کسی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں
نہ ہو، خودکشی کرنی اور اس پر عزم و ارادہ کر لینا انتہائی بزدلی، انتہائی ظلم اور انتہائی گناہ ہے۔
اول تو اس لیے کہ قرآن مجید میں صبر کی جس قدر تاکید کی گئی ہے، کسی عمل کی اس قدر تاکید
مکرر نہ کر نہیں آئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ تقریباً ایک سو میں سے کچھ زندہ آیتیں صبر کے متعلق
وارد ہوئی ہیں۔ اور بڑے سے بڑے ثواب کا ان پر وعدہ کیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے
آقا حضرت محمد ﷺ پر جس قدر مصیبتیں ڈھائی گئی ہیں، وہ کسی فرد بشر پر نہیں آئیں۔ مگر آپ نے بار
بار صبر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار اسی کی تاکید آتی رہی اور فرمایا گیا: قَامِصَبْرًا كَمَا صَبَرَ
أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ (اس طرح صبر کر جس طرح پیغمبروں میں سے ہمت
اور عزم والوں نے صبر کیا۔ اور دشمنوں کے لیے جلدی مت کر)۔

میرے بھائی بہادری اور شجاعت صبر کا نام ہے۔ نامراد اور بزدل وہ ہے جو صبر نہیں کرتا، اور
بھاگ جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ کبار پر جو جو مظالم کئے گئے ان کا سواں (۱۰۰) بلکہ ہزاروں حصہ
بھی آپ پر پیش نہیں آیا اور اس طرح بے خود ہو رہے ہیں۔ لاجل پڑھئے۔ جو ان مرد بیٹے۔ دین اور
ایمان کی خدمت اور حق کی راہ میں مردانہ وار ٹکا پو کیجئے۔ صبر و استقلال، پارسدی اور جفاکشی سے
مشکلات کو دور کیجئے اور اگر اس میں خدا نخواستہ موت آجائے تو درجہ شہادت حاصل کیجئے۔ ہرگز خودکشی
اور حرام موت کا خیال تک بھی نہ آنے دیجئے۔

کوئی انسان اپنے جسم کا مالک نہیں اور نہ اس کا خالق ہے۔ یہ جسم خدا نے پیدا کیا ہے اور روح
کو اس پر چند دن کے لیے اس طرح حاکم بنا دیا ہے جیسے امانت دار کو امانت کا حاکم بنا دیا جاتا ہے۔
کسی روح انسانی کو اپنے جسم میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہو سکتی جو خالق کی اجازت کے خلاف

ہے کسی انسان کا اپنے جسم کو برباد کرنے کا عمل یا ارادہ کرنا خداوندی مملوک میں بلا اجازت بلکہ اس کے حکم کے خلاف تصرف کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا عظیم ہوگا۔ قرآن کریم میں پانچویں پارے کے آغاز میں فرمایا گیا: "وَلَا تَقْسُوا أَنْفُسَكُمْ" جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مجاہد کو جس نے غزوہ خیبر میں انتہائی بہادری دکھلائی تھی اہل ناری میں سے فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ اس معرکہ میں سخت زخمی ہوا، مگر تکالیف پر صبر نہ کر سکا۔ اور خودکشی کر بیٹھا۔ ہرگز ہرگز ایسا شیطانی عمل خیال میں مت آنے دیجئے۔ دنیا کی تکالیف خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں۔ آخرت کے عذاب کے سامنے خواہ وہ ایک منٹ یا ایک سیکنڈ کے لیے ہو۔ اتنی بھی نسبت نہیں رکھتی جو کہ ذرہ کو پہاڑ کے سامنے ہے۔ پھر ان تکالیف دنیاویہ کی وجہ سے آخرت کا دائمی عذاب خودکشی کے ذریعہ سر لینا کس قدر جہالت اور حماقت ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ توبہ کیجئے۔ اور ایسے شیطانی وسوسہ کو دل اور دماغ کے پاس بھی نہ آنے دیجئے۔

قرآن میں فرمایا گیا: ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی نفس کو قصاص اور فساد کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام عالم انسانی کو قتل کیا۔ (سورہ مائدہ ابتدائے نصف ثانی)

حضور ﷺ صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا ہلاک اور فنا ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے گھٹا ہوا اور اہول ہے۔

خبردار کبھی ایسا ارادہ نہ کیجئے۔ صبر کیجئے، تحمل کیجئے، یہ دنیا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو شخص زیادہ مقرب الہی ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا شکار ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: أَفْضَلُ النَّاسِ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ۔ "سب سے زیادہ سخت بلائیں انبیاء ﷺ پر آتی ہیں، پھر درجہ بدرجہ ان کے مماثلین اور مشابہین پر آتی ہیں"۔ اس لیے اس امتحان گاہ میں پاس ہونے کی فکر کیجئے۔ حق پرستی اور صبر تحمل کا وہ نمونہ پیش کیجئے کہ میدانِ حشر میں اعلیٰ نمبر کا انعام ملے۔ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا سرشیکلیٹ حاصل ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے۔ دنیا نے جہمت، ظلم، حسد اور افتراء وغیرہ سے کسی کو معاف رکھا ہے؟ جب انبیاء ﷺ اس سے نہیں بچ سکے تو ہم اور آپ کیا ہیں۔ الحمد للہ۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۵)

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک اعتدال

مولانا حبیب الرحمن عظیم (دیرہ اسماعیل خان)

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله
واصحابه اجمعين. أما بعد!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کی منتخب جماعت ہے، مگر دونوں میں فرق ہے، نہ تو مرتبہ میں برابر ہیں، نہ خصوصیات میں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام انسانوں میں سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواص میں سے ہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم نہیں ہیں بلکہ محفوظ ہیں۔

معصوم اور محفوظ میں فرق یہ ہے کہ معصوم سے گناہ بالکل نہیں ہوتا، ہاں خلافِ اولیٰ ہو سکتا ہے اور محفوظ سے نہ صرف خلافِ اولیٰ بلکہ احیاناً گناہ بھی ہو سکتا ہے، لیکن نہ تو گناہ اُن کی عادت ہوتی ہے نہ اُس پر مصر ہو سکتے ہیں بلکہ گناہ ہو جائے تو جب تک توبہ کر کے اپنے نامہ عمل سے صاف نہ کروائیں انہیں چین و سکون نہیں آ سکتا، بلکہ دیکر گویا گناہ کرنا اُن کا کام نہیں لیکن اُن سے ہو جاتا ہے، جس پر توبہ کر کے معاف کروا لیتے ہیں، مثلاً زنا، چوری، قتل، شراب نوشی وغیرہ جیسے کام بعض سے متعلق منقول ہیں، ان کاموں کے اُن سے ارتکاب میں بہت سی حکمتیں مخفی ہیں، مثلاً: اگر یہ کام ان سے نہ ہوتے تو عملاً حدود وغیرہ کا نفاذ اور اس کا نمونہ بعد کی امت کے لیے کیسے وجود میں آتا؟ دوسری بھی بہت سی حکمتیں ہیں، مگر یہ گناہ تو ہیں جو ہوئے، ہاں! جس سے گناہ صادر ہوا جب تک اس نے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش نہ کیا اور پکی پکی توبہ نہ کر لی تب تک سکون نہ آیا، آخر اس دنیا سے بچنے ہوئے ہو کر رخصت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلافِ اولیٰ بھی ہوا، مگر خلافِ اولیٰ جواز کے اترے میں ہی ہوتا ہے، اس لیے اگر اُن سے کوئی خلافِ اولیٰ ہو گیا اور کسی محقق، متکلم یا مفسر نے

اس پر یہ لکھ دیا کہ: یہ فلاں صحابی سے خلاف اولیٰ ہوا اور اس کام کا خلاف اولیٰ ہونا انصوم یا نص سے ثابت ہو تو اُس محقق پر اس صحابی کی بے ادبی کا اہرام نہیں لگایا جاسکتا، ہاں ایسی بحثوں میں خواہ مخواہ اقدام نہ کیا جائے، جوابی کارروائی اور دفاع مجبوری ہے۔

یہ گزارشات اس لیے عرض کی گئیں کہ بعض حضرات نے اپنی زندگی کا مشن ایسی بحثوں کو بنا رکھا ہے، قاضی طاہر علی ہاشمی صاحب اور دایم بنی ہاشم [مٹان] والے، اور کئی دوسرے حضرات ان بحثوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ یہ کہتے تو ہیں کہ ہم نبی کے سوا کسی کو معصوم نہیں مانتے لیکن محسوس ہوتا ہے جیسے یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض افراد کو معصوم مانتے ہیں، مثلاً: ایک بحث تسلسل کے ساتھ رسالوں اور کتابوں میں مشاجرات کی چھیڑتے ہیں، پھر اہل السنۃ والجماعۃ کا ان معاملات میں جو اصل مذہب اور نظریہ ہے اس کو مذہب اہل سنت کے خلاف بتاتے ہیں اور جو نظریہ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہے اُس کو اہل سنت کا نظریہ بتاتے ہیں۔

پھر جن بعض صحابہ کا دفاع کرتے ہیں اُن کے مقابل دوسرے صحابہ کی غلطیاں ذکر کرنے لگتے ہیں، مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالتے ہیں، اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع اہل سنت کا مسلک ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالنا کیا خوارج کا طریقہ کار نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی دفاع ہونا چاہیے۔

ناصبی لوگوں نے بظاہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں یزید کی حمایت کی اور اُس کی خوبیاں نکال لانے کی کوشش کی، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر کئی طرح تنقید کر بیٹھے، اور کئی حدیثیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف فٹ کیں کہ جی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک امیر پر اجماع ہو جائے تو جو اُس کے خلاف کھڑا ہو اس کو قتل کر دو، جو نہا بھی ہو، حالانکہ یزید کی امارت پر اجماع نہیں ہوا تھا، اہل مکہ والی مدینہ والی عراق مخالف تھے، وغیرہ۔

ایسی بحثوں میں اہل بیت کے افراد پر زیادتی کر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

بہر حال مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت کا اصل مسلک کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے، مگر نہ معلوم وجوہات کی بنا پر کئی لوگ اہل سنت کے حقیقی مسلک کو پوشیدہ رکھتے ہیں بلکہ مسلک اہل سنت کے نام پر غلط مسلک

جاتے ہیں اور پھر اس بات پر مصر بھی ہیں کہ ضرور انہی کے بیان کردہ موقف کو اہل سنت کا مسلک تسلیم کیا جائے۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں توقف و سکوت کا مسلک:
قاضی طاہر علی صاحب ہاشمی کہتے ہیں:

”بہر حال یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ صحابہ کرام کے مشاجراتی اختلافات میں اصل مذہب سکوت و توقف ہے، مشاجرات میں وہی قول مقبول ترین، رائج ترین اور صریح لغویوں کے عین مطابق ہے، اگر اربابہ کے مذاہب سے بھی کبھی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس معاملے میں سکوت و توقف ہی کے قائل ہیں۔“ [سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین: ۱۳۱]

اگر کوئی صاحب علم اس بارے میں واقعی توقف کرنا چاہے تو زیادہ حرج نہیں، لیکن توقف کیا بھی تو جائے، اگر اہل سنت کا موقف ”سکوت“ اور کرانے کے بعد خود ”سکوت“ کرنے کے بجائے سیاسی غلطیوں کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات کو داغدار کیا جائے، (جب کہ اس وقت کی سیاست دین تھی اور دین کے تابع تھی، تو نتیجہ وہ غلطیاں بھی دینی غلطیاں ہوں گی)، تو اسے کیا نام دیا جائے؟ افسوس ہے کہ قاضی طاہر علی صاحب کچھ ایسا ہی رویہ اپناتے ہوئے ہیں، گویا وہ عملاً یہ بتا رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تو غلطیوں کی نسبت بھی کی جاسکتی ہے، اس سے قاضی صاحب کے ”مسلک سکوت“ پر کوئی حرف نہیں آتا، لیکن حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خلاف اولیٰ اور اجتہادی خطا کی نسبت کرنا نہ صرف مسلک سکوت کے تحت خلاف ہے بلکہ انتہائی درجہ کی گستاخی بھی ہے۔ کاش کہ قاضی صاحب سکوت کے نام پر دھوکہ دینے کے بجائے ”سکوت“ ہی اختیار کر لیتے۔

کسی صحابی کی خطا اجتہادی بتانا اس کی گستاخی نہیں:

دایہ بنی ہاشم [ملتان] والوں کے ماہنامہ رسالہ ”نقیب ختم نبوت“ [اپریل ۲۰۱۷ء] میں عرفان الحق ایڈووکیٹ نامی کسی صاحب کا ایک مضمون شائع کیا گیا ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں:

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین وقوع پذیر ہونے والے اختلافات کے متعلق کئی حضرات کا یہ غلط اور بے بنیاد نظریہ سامنے آتا ہے کہ خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اس وقت کے امیر شام یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین پیش آنے والے اختلاف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔“ [نقیب: ۲۳]

یہ صاحب "لَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ" لکھ کر یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف "خطا اجتہادی" کی نسبت کرنے سے گویا اُن کی گستاخی لازم آتی ہے، حالانکہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ کہنا غلط ہے کہ (صحابہ کرام کے) دو مختلف اقوال میں سے ایک کو حق یا راجح اور دوسرے کو خطا یا مرجوح قرار دینے میں کسی ایک فریق کی تحقیق لازم ہے۔" [مقام صحابہ: ۷۳]

اور اگر صحابہ کرام کی طرف خطا اجتہادی کی نسبت کرنے کو گستاخی قرار دیا جائے تو چودہ سالہ تمام اکابر اہل سنت، اسلاف و اخلاف گستاخ ٹھہریں گے، کیونکہ کبھی اسی مسلک کو اعتدال کے قائل ہیں۔

عرفان الحق صاحب کی طرح قاضی طاہر علی صاحب بھی اسی بنیاد پر جملہ اکابر اہل سنت کو بے ادب اور گستاخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطا یا خطائے اجتہادی کی نسبت کرنے والے اکابر اہل سنت کے ایک جم غفیر کو اپنی کتاب "ناقدین سیدنا معاویہ" میں "ناقد اور گستاخ حضرت معاویہ" قرار دیدیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر قاضی صاحب کو اکابر اہل سنت پر "یزیدی لٹھ" چلانے سے فرصت مل جائے تو ان کو بھی حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کی اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

لکیر کے فقیر کون؟

عرفان الحق صاحب مزید کہتے ہیں:

"تیزیہ (بھی غلط و بے بنیاد نظریہ ہے) کہ ہر دو حضرات رضی اللہ عنہما کے درمیان یہ اختلاف اجتہادی نوعیت کا تھا جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطا اجتہادی کا صدور ہوا، کئی اہل سنت حضرات نے بھی تقریری و تحریری طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر پرستی اجتہادی خطا ڈالی ہے۔۔۔ محض

لکیر کی فقیری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطا اجتہادی کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔" [ص: ۲۴]

عرفان الحق صاحب اور ان جیسوں کے نزدیک شاید سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ نبیوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے تو اجتہادی خطا ہو سکے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا بھی نہ ہو سکے، نا معلوم عرفان الحق صاحب علمی اعتبار سے کس سطح کے آدمی ہیں؟ یہ خطا اجتہادی ماننے اور لکھنے والوں کو لکیر کا فقیر کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ خود لکیر کے فقیر ہیں، انہوں نے مس لوگوں کی تقاریر یا تحریرات سنی اور پڑھی ہوں گی تو ان کے نزدیک وہی لوگ اہل سنت کا صحیح

نظریہ رکھتے ہیں، اور ان کی رائے کے خلاف خطا اجتہادی کے قائل اہل سنت کہلا کر غلط نظریہ رکھتے ہیں، حالانکہ یہ لکیر کی فقہی نہیں، نصوص کے ساتھ ساتھ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی تصریحات اُن کا مستدل ہیں جیسا کہ آگے ذکر ہوگا ان شاء اللہ۔

معیار کیا ہے؟

عرفان الحق صاحب مزید لکھتے ہیں اور بالکل صحیح لکھتے ہیں:

”صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ فیصلہ دے سکتے ہیں یا پھر کوئی صحابی ہی اس ضمن میں کوئی ارشاد فرما سکنے کے اہل ہیں، مگر اُن کے بعد کوئی بھی صحابہ کے باہمی اختلاف پر فیصلہ کرنے کا ہرگز اہل نہیں۔“ [نقیب اپریل: ۲۵]

یعنی اس بارے میں اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ یا کوئی صحابی رائے دے سکتا ہے، جی ہاں اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک بھی یہی چیزیں صواب و خطا معلوم کرنے کا معیار ہیں، چوتھی کوئی چیز معیار نہیں، تو کیا جناب کا یہ خیال ہے کہ جن اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی خطا اجتہادی بتائی ہے وہ اُن کا اپنا فیصلہ ہے؟ انہوں نے قرآن و سنت و اقوال صحابہ کو ملحوظ ہی نہ رکھا؟ پھر وہ اہل سنت کیسے ہیں؟ انہیں تو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر دیجیے، اور پھر دیکھیے کہ کتنے بڑے بڑے حضرات اکابرین اسلاف و اخلاف اہل سنت سے خارج ہوتے ہیں، اور کون اہل سنت باقی رہتے ہیں؟ یہ تو دیکھا خیال ہے جیسا غیر مقلدین احناف اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے اور رائے پیش کیا کرتے اور قرآن و سنت چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل صحابہ رضی اللہ عنہم کی خطا اجتہادی اور اہل سنت کے دلائل:

چوں کہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ خاص مشاجرات صحابہ کا ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے قرآن مجید سے کوئی آیت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اسی صحیح معیار کے مطابق گفتگو کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی احادیث :

(۱).....الحديث الاول

حضرت محمد بن ابیہاشم مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو (ظن کے طور پر) کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا جب کہ ہم حق پر تھے ، اور دوسرے باطل پر تھے، حضرت سعد ایک لمحہ خاموش رہے۔ تو وہ کہنے لگا ہوتے کیوں نہیں؟ فرمایا: فقہ اور تاریخی تپڑی تو میں نے (انھارنے کے لیے) اپنے اونٹ کو کہا: ارغ ، تو اونٹ بیٹھا رہا یہاں تک کہ تاریکی چڑھ گئی، وہ شخص حضرت سعد سے کہنے لگا: میں نے تو شروع سے آخر تک قرآن مجید پڑھا ہے، اس میں ارغ ارغ نہیں ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کھد آگیا اور فرمایا: جب تو نے یہ بات کہہ دی تو (سن) میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: "عسلی مع الحق أو الحق مع علی" حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ یا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا جہاں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔"

وہ آدمی کہنے لگا: یہ آپ کے ساتھ اور کس نے سنا؟ فرمایا حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ارشاد فرمایا تم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیج کر پوچھ لو، تو زہبہ مطہرہ سے پوچھا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: واقعی رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں (ایسا) فرمایا تو وہ آدمی کہنے لگا: "اگر میں نے خود یہ بات نبی کریم ﷺ سے سنی ہوتی تو موت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم بن کر رہتا۔" [مسند بزار، ج: ۳۲۸۴، مجمع الزوائد، ج: ۱۲۰-۱۲۱، ج: ۶، ص: ۱۴۷]

اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ان معرکوں میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے یعنی ان کی رائے درست تھی، حضور ﷺ کے ارشاد اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فہم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہوئی تو ان کے مقابل حضرت علی رضی اللہ عنہم کی رائے میں خطا (اجتہادی) ہونا واضح ہوا، کیونکہ اگر مقابل حضرات کی خطا نہ ہو تو خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کو بیان کرنے کا فائدہ نہیں۔

(۲).....الحديث الثاني:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

گزرنے پر فرمایا: ”الحق مع ذا الحق مع ذا“ [مجمع الزوائد: ۷/۳۷۵، المشیوعۃ للآجری ۱۵۸۳ء، مسند ابویعلیٰ ج: ۱۲۵۴، رجالہ ثقات] حق ان کے ساتھ ہوگا، حق ان کے ساتھ ہوگا۔“
اس حدیث کا بھی سوائے اس کے کوئی مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو دوسرے صحابہ سے اختلاف ہوئے ان میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، یعنی درست رائے پر تھے، مقابل حضرت کی رائے میں خطاء (اجتہادی) ہوئی ہے۔

(۳).....الحديث الثالث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إذا اختلف الناس فابن سمية مع الحق، ابن سمية هو عمار“ [دلائل النبوة للبيهقي: ۶/۳۲۲، رجالہ ثقات، تاریخ دمشق لابن عساکر: ۴۳/۴۰۳، ج: ۹۴۸۵] جب لوگ اختلاف کریں گے تو عمار بن یاسر ابن سمیہ رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہوں گے۔“

ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والا وہ اختلاف مراد ہے جس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی کسی فریق کے ساتھ شامل ہوں گے، اور آپ ﷺ نے گویا معیار بتا دیا کہ اُس اختلاف کے وقت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھنا حد درجہ ہوں گے اور حق ہوگا، یعنی اُس فریق کی رائے درست ہوگی، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس اختلاف کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حق یعنی درست رائے پر تھے، اور جب ان کی رائے درست تو مقابلین کی رائے میں خطاء (اجتہادی) کو واضح ہے، ورنہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ہی درست رائے پر ہونے کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟

(۴).....الحديث الرابع :

زید بن وہب سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آس پاس تھے کہ اسی دوران فرمایا کہ تمہارا کیسا حال ہوگا جب نبی کریم ﷺ کے گھرانے والے باہر آئیں گے، اور تم دو جماعتیں ہو گے، نکو ار کے ذریعے بعض بعض کے چہروں پر مارو گے، ہم نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! ایسا بھی ہونے والا ہے؟ فرمایا ہاں، ایک شخص نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! اگر ہم وہ وقت پالیں تو ہم کیا کریں؟ فرمایا:

”انظروا الفارقة التي تدعو الى امر على فانها على الهدى. [مجمع الزوائد: ۷/۳۷۷، ج: ۱۲۰۳۲، رواه البزار ورجاله ثقات] اس گروہ کو دیکھو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کی طرف بلائے بس وہ صحیح راہ پر ہوگا۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اگرچہ لفظاً اُن کا قول ہے لیکن حکماً حدیث مرفوع ہے، کیوں کہ صحابی اس طرح کی مستقبل کی پیشین گوئی اور اُس کا حکم نبی کریم ﷺ سے سنے بغیر نہیں بتا سکتے، تو اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے گروہ کی رائے درست تھی، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت اور اُن کی اطاعت کی دعوت دینے والے تھے، مقابل حضرات کو بھی اطاعت اختیار کرنی چاہیے تھی، تو اطاعت سے نکلے ہوئے گروہ اجتہادی غلطی پر تھے۔

(۵)..... الحديث الخامس:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اقتدوا بالذين من بعدي ابى بكر وعمر، واحذروا بهدى عمار. [مسند الحميلي ج: ۲۵۳، ابن ابی شيبه ج: ۳۷۰۳۹، ترمذی ج: ۳۸۰۵، ابن حبان: ۶۹۰۲] میرے بعد ہونے والے دو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا، اور عمار رضی اللہ عنہ کی راہ پر چلنا۔“

جنگ صفین میں حضرت عمار و علی رضی اللہ عنہما اور اُن کے گروہ کی راہ ایک تھی، اُن کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل کی سعادت ملی، اور جو مقابل تھے اُن سے اس فرمان نبوی کی تعمیل چھوٹ گئی ہے جو غلطی ہے، اور مجتہد ہونے کے سبب ایسی غلطی خطاء اجتہادی کہلاتی ہے۔

(۶)..... الحديث السادس:

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سند صحیح مرسل حدیث ہے کہ جنگ جمل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس ہو رہے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک خبر پہنچی۔ تو فرمایا: اگر ابن صفیہ کو یقینی علم ہوتا کہ وہ حق پر (درست رائے پر) ہیں تو وہ واپس نہ پھرتے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سقیفہ بنو ساعدہ میں دونوں کو ملے تھے تو فرمایا: اے زبیر! کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے؟ عرض کیا: جی! اُن سے محبت سے کیا مانع ہو سکتا ہے؟ (محبت کرتا ہوں) فرمایا:

”لكيف أنت إذا قالته وانت ظالم له. تیرا کیسا حال ہوگا جب تو اُس سے لڑے گا اس

حال میں کہ تو تصور کرنے والا ہوگا۔“ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اسی وجہ سے واپس ہوئے ہیں۔ [الاحاف الجماعة: ۱۷۷ عن قتادة، مرسل صحيح الاسناد، جامع معمر بن راشد ج: ۲۰۳۳]

یہ حدیث بھی صاف ظاہر کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی، اور مقابلین سے خطا اجتہادی ہوئی ہے۔

(۷)..... الحديث السابع :

اسی مضمون کی ایک اور روایت ابو جرد والمذاہنی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی و زبیر رضی اللہ عنہما کا آئنا سامنا ہوا تو میں نے دونوں کو دیکھا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زیر میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں، مّا! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا: ”[انك تقالني وانت ظالم..... اے زبیر تو مجھ (علی) سے لڑے گا اور تو کوتاہی کرنے والا ہوگا۔“ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، مگر مجھے (ابھی) اسی جگہ (حضور ﷺ کا) یہ فرمان یاد آیا یہ کہا اور جنگ سے واپس پھر گئے۔ [رواہ ابو یعلیٰ والبیہقی باسناد حعیف، الاحاف الجماعة ۱۸۰]

اس روایت کی سند ضعیف کہی گئی مگر حرج نہیں کیوں کہ اوپر کی صحیح مرسل اس کو قوی کر دیتی ہے، دونوں روایتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ درست رائے پر تھے اور مقابل حضرات رضی اللہ عنہم سے خطا اجتہادی ہوئی ہے۔

(۸)..... الحديث الثامن :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمرق مارقة عند فرقة من المسلمين تقتلها أولى الطائفتين بالحق۔ [مسلم ۱۰۶۳] مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک ٹکٹے والی جماعت نکلتے گی جس کو مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

اس حدیث میں جس اختلاف کا ذکر ہے وہ حضرت علی اور ان کے مقابل صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے، اور ان دو جماعتوں کے اختلاف کے وقت ٹکٹے والی جماعت سے مراد خوارج

ہیں، اور ان خوارج کو قتل کرنے والی جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے، اس میں کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ اب جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: خوارج کو قتل کرنے والی جماعت حق کے زیادہ قریب ہوگی، تو واضح ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت حق کے زیادہ قریب تھے۔

قارئین کرام! ایک طرف تو مندرجہ بالا احادیث طیبہ ہیں، جبکہ دوسری طرف عرفان الحق صاحب ہیں، جو کسی غلط لکیر کے فقیر بن کر لکھتے ہیں:

”حق میں علماء کرام میں سے کسی کا یہ نظریہ نہ تھا کہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف میں سیدنا علی حق پر یا اقرب الی الحق اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راہ خطاء پر تھے۔“ [نقیب: ۲۵]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقد میں علماء کو یا تو یہ حدیث معلوم ہی نہ تھی یا ان حضرات کا عقیدہ و نظریہ ان احادیث کے خلاف تھا اور انہوں نے ان احادیث کو قبول نہیں کیا؟ عرفان صاحب! آپ سنی قوم کو کیا تاثر دینا چاہتے ہیں؟ حقد میں علماء کو احادیث سے جا مل باور کرانا چاہتے ہیں یا صحیح حدیث کو رد کر دینے والے؟ آگے چل کر اپنے مقام پر ان شاء اللہ حقد میں کے حوالہ جات کے ساتھ ہم واضح کریں گے کہ عرفان الحق صاحب کی اس بات میں کتنی صداقت ہے۔

عرفان صاحب مزید لکھتے ہیں:

”اہل سنت کہلانے والے حضرات جانے کیوں اس پر مہر ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حق پر اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد قطعی سمجھا اور کہا جائے..... (اور) یا یہ نظریہ پیش کیا جائے کہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما حق پر تھے مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حق پر تھے لہذا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے۔“ [نقیب: ۲۵]

جناب! حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کو اقرب الی الحق فرمایا اور یہ آپ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ اہل سنت کہلانے والے حضور ﷺ کے اس فیصلے کو ماننے پر مجبور ہیں، کیوں کہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے: ان تصدیق بجمع ما جاء به النبی ﷺ، آپ ﷺ کے فرمائے اور لائے ہوئے سب کچھ کی تصدیق کرنا۔ آپ کی اپنی مرضی کہ آپ اور ”نقیب ختم نبوت“ والے حضور ﷺ کا یہ فیصلہ مانیں یا نہ مانیں؟ اہل سنت کے لیے نبی کریم ﷺ کے فرمان کو تسلیم کرنا ان کی شرعی مجبوری ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و ائمہ مجتہدین کے اقوال:

مقدّمہ بالا طور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔ اب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و ائمہ مجتہدین کے ارشادات اور ان کے فیصلے سن لیں۔

(۱)..... حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

مالک بن جعونہ تابعی کہتے ہیں کہ: میں نے خود ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماری تھیں: "كأن عليّ على الحق من اتبعه اتبع الحق ومن تركه ترك الحق". [مجمع الزوائد: ۱۸۳/۹، ج: ۲۸، طبرانی، مؤلفہ مالک بن جعونہ ولم اعرفه وبقية احد الاسنادين لقوات، تاريخ ابن عساکر: ۳۲۹/۳۲، حواء] حضرت علی رضی اللہ عنہ جن پر تھے، جس نے ان کی پیروی کی اس نے حق کی پیروی کی اور جس نے ان کو چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔"

(۲)..... ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے متعلق نقل ہے کہ جری بن سرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سلام عرض کیا اور بتایا کہ حضرت علی وطلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑائی ہوئی اور میں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "فألحق به فوالله ما ضل ولا ضل به". [مجمع الزوائد: ۱۸۳/۹، ج: ۲۹، طبرانی بسند صحیح] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملو! اللہ کی قسم نہ وہ غلط ہوئے، نہ ان کے ساتھ ہونے سے غلطی گئی ہے۔"

امہات المؤمنین کے ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ سب حضرات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنی چاہیے تھی، اور ان کا ساتھ دینا چاہیے تھا، جنہوں نے ایسا نہ کیا ان حضرات سے اجتہاد کی غلطی ہوئی ہے، اور ساتھ دینے والوں نے بالکل غلطی نہیں کی، بلکہ وہ کیا جوا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

(۳)..... حضرت عبداللہ بن بدیل صحابی رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں خطبہ دیا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: "قاتلوا الفئة الباغية الذين نازعوا الامر أهله". [الاستيعاب: ۱۲۹/۲]..... اُس باغی گروہ سے لڑو جنہوں نے حکومت کے اہل سے حکومت میں نزاع کیا ہے۔"

یہ صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان صحابی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو (مورو) باغی جماعت فرمایا، چاہے لڑنے والے ہیچ باغی نہ ہوں مورو باغی ہوں مگر صورتِ بغاوت بھی تو غلطی ہی ہے جس کو مجتہد کے حق میں خطا اجتہادی کہا جاتا ہے۔ اور اس پر بھی ایک اجوی مٹا ہے۔ بہر حال اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ مقابل حضرات سے اجتہادی غلطی ہوگئی۔ رضی اللہ عنہم۔

(۴)..... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

ابو مسلمہ رحمہ اللہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں فرمایا: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ ضَرَبْتُ نَاحِيَةَ يَبِلْهُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجْرٍ لَعَرَفْتُ أَنَا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ." [ابن امی شیبہ ج ۳۸۸، ۳۸۹]..... اگر ہمارے مقابل ہمیں مار مار کر سَعَفَاتِ ہجرت بھی پہنچائیں تو بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم حق پر (یعنی درست رائے پر) ہیں اور وہ (اجتہادی) غلطی پر ہیں۔

(۵)..... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے لیکن نکو ار استعمال نہ کر رہے تھے، اور جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے مقابلین سے عملاً لڑنا شروع فرمایا۔ [فتح الباری: ۱۳/۳۲۶، مجمع الزوائد: ۷/۳۸۶، ج: ۵۰، ۱۴۰۵]

ایسا کیوں کیا؟ اس لیے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں شہادت ہی علامت تھی کہ وہ جماعت اجتہادی غلطی پر ہے، کیونکہ اُس جماعت کو رسول کریم ﷺ باغی جماعت مہرچکے تھے۔ (جاری ہے)

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَعَلَيْهِمْ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ
وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ ضَالِّينَ

تقط ۵۰

ابطال باطل

تلمیحات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالبار سلطی

کتاب ”ہدیۃ الشیعہ“ کی ایک عبات سے خوش فہمی

ہمارے مخاطب موصوف فرماتے ہیں:

”ہم شیعیان حیدر کرار کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ ہم حقیق کے میدان میں خم ٹھونک کر مخالف کے کذب و افتراء کو مسجد اسلامیہ کے سامنے آشکار کرتے ہیں۔ یہ ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی صاحب کے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ رقم طراز ہیں: ”شیعہ سنوار کر، چھان بچھوڑ کر عیب لگاتے ہیں۔“ ہدیۃ الشیعہ صفحہ نمبر ۱۲۳، مطبع احمدی دہلی ۱۳۳۱ھ (ماہ نامہ ”انکار العارف“ لاہور اگست ۲۰۱۳ء صفحہ نمبر ۳۹)

تبصرہ

خوش فہمی کی حدود و قیود نہیں ہوتیں۔ جو جب چاہے، جس چیز سے چاہے اور جتنا کچھ چاہے۔ اپنے لیے ”خوش فہمی“ کا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔ مگر ایک صاحبِ علم بہر حال حد اعتدال میں رہ کر منصفانہ تجزیہ کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امامی علماء کا تبلیغی و علمی تسلسل محض طفرائے ندامت ہے نہ کہ طرہ امتیاز! دور نہ چاہیے۔ اس مباحثہ ہی کو پڑھ لیجئے۔ ہمارے مخاطب کو اپنے مذہب کے اثبات کے لیے خود اپنی کتب سے حوالہ جات نہیں ملتے۔ صرف الزامی جوابات دیتے جانا اور حلی و تحقیق بحثوں سے کنارہ کش رہنا نہ صرف اصول مناظرہ کے خلاف ہے بلکہ واضح جہالت ہے۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے مخاطب موصوف جہل مرکب کا شکار ہیں۔ کسی چیز سے ناواقف ہونا جہل بسیط کہلاتا ہے اور یہ معیوب جہالت نہیں ہے۔ کیونکہ جب بھی وہ واقف ہو جاتا ہے تو مذکورہ جہل سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ جبکہ جہل مرکب ایسا موذی مرض ہے کہ اس میں غلط و صحیح بات کو صحیح سمجھا جاتا ہے، بلکہ ڈبکیں ماری جاتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخاطب موصوف کی تحریروں سے عیاں ہے۔ اور

جہل مرکب ہی قدیمی منافقین کی روش تھی جس کی جا بجا قرآن مجید میں مذمت آئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جن الفاظ سے موصوف کو خوش فہمی کا مخالف ہوا ہے اور جسے وہ طرہ امتیاز کے طور پر پیش فرما رہے ہیں، اُن الفاظ میں تو دراصل رافضیت اور خصوصاً امامی علماء کی ہنگ اور ان کی کذب بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ اس لیے موصوف نے پوری عبارت دینے کی بجائے حسبِ عادت ادھورے الفاظ درج کرنے پر اکتفا کیا ہے تاکہ اپنی اہلہ فریسی کا بھرم قائم رکھ سکیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”بسمان اللہ! کس کس بیچ سے حضرات آئمہ کی معصومیت بلکہ بزرگی کو بھد لگاتے ہیں، خوارج سے شیعہ (ہم جانیں) کچھ دو سخت زیادہ بتی ہوں گے۔ پر اتنا ہی کہ شیعہ سنوار کر، چھان بھگو کر عیب لگاتے ہیں اور خوارج انار یوں کے طرح بے سوچے سمجھے گنوار کا سالٹ مار بیٹھتے ہیں۔ (ہدیۃ الشیعہ صفحہ نمبر ۱۴۱، لعلانی کتب خانہ، لاہور)

اب ہمارے ناظرین انصاف فرمائیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ روافض و خوارج کا تقابل کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ روافض، خوارج سے زیادہ شرارت پسند، غمی، کج بحث اور پاکانِ امت پر عیوب لگاتے ہیں، البتہ فرق محض اتنا ہے کہ ان کی ریشہ دوانیوں میں تاریخی حوالوں کی مدد سے ایک منصوبے کے تحت کاروائی کی جاتی ہے اور خوارج بلا سوچ و سمجھ لٹھ اٹھا لیتے ہیں۔ یہ ہے شیعیت کا علمی ”طرہ امتیاز“ کہ جس کا اعتراف بقول جوادی صاحب، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہیں۔ اور موصوف خوب جانتے ہیں کہ مسئلہ مذک، تحریف قرآن مجید، مسئلہ خلافت اور تردید امامت وغیرہم یہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر فاضلات اور یادگار بحث کر کے اہل سنت والجماعت کا سر افتخار بلند کیا ہے۔ پھر ایسی شخصیت بھلا روافض کے کون سے کمال کی معترف ہو سکتی ہے؟ بایں ہمہ اگر آپ اسی کو اعتراف کمال سمجھتے ہیں تو پھر ہم آپ کے شعور اور فہم پر انوس ہی کر سکتے ہیں۔ مگر اہل دانش جانتے ہیں کہ اس عبارت میں پتھر ہے، ہڈی نہیں۔

۔ مگے راجوں گلوٹے برسرِ آید ز شادی برنجد کہ ایں استخوان است

(عف کرنے والے جانور کے سر پر جب پتھر پڑتا ہے تو وہ اس خوشی میں رقص کنناں ہوتا ہے کہ شاید ہڈی ہے۔)

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت سے خوش فہمی

اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز اور رفیع شگن تصنیف تحفہ اثنا عشریہ کی دو عبارات سے موصوف نے انتہائی سطحی نتیجہ نکال کر اپنی کم شعوری کا ثبوت دیا

ہے۔ اور اس سے قبل ایک طویل جمید میں حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور افتخار اہل سنت مولانا محمد عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذوات پر ایک حملے درج کئے ہیں اور تاریخی بددیانتی کا علاقہ ارتکاب کیا ہے۔ پہلے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت کا جواب ہم پیش کر دیں اس کے بعد دیگر باتوں پر بحث کرتے ہوئے مسئلہ تحریف قرآن مجید پر حسب سابق اپنے موقف کو مزید مدلل کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جوادی صاحب لکھتے ہیں: ”قرآن (مجید) کے متعلق اہل بیت رسالت کی کچھ روایات تفسیری و تشریحی نوعیت کی ہیں جنہیں بعض کم فہم، ظاہر پرست افراد سنہ بتی بر تحریف سمجھا ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض موہم تحریف روایات از قبیل اخبار احاد ہیں اور ان کے راوی بھی درجہ وثاقت پر پورے نہیں اترتے۔ حقیقت میں احادیث اہل بیت علیہم السلام تحریف پر دال نہیں ہیں۔ ہم یہ بات اپنی طرف سے نہیں بلکہ تونسوی و قاضی مظہر حسین کے مقتدی و پیشوا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور قاضی صاحب کے والد قاضی کرم الدین صاحب کے اعترافات ان ہی کی زبانی نقل کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ:

”پس در جمیع روایات امامیہ موجود است کہ ہمہ اہل بیت ہمیں قرآن را می خوانند و بحام و خاص و دیگر وجوہ نظم او حمک می کردند و بطریق استشہادی آوردند و آیات او را تفسیری کردند و تفسیرے کہ منسوب است بہ امام حسن عسکری کہ ہمیں قرآن است لفظ بہ لفظ و بیان و جواری خدم و اہل و عیال خود را ہمیں قرآن تعلیم می فرمودند و خواندن آن در نماز امری کردند و بنا بریں امور شیخ ابن بابویہ در کتاب الاعتقادات خو این عقیدہ کاذبہ دست بردار شدہ و فارغ خطی دادہ۔ ازیں جہت اگر او را صدوق نامند بجا است۔“

ترجمہ: ”پس تمام روایات امامیہ میں موجود ہے کہ تمام اہل بیت اسی قرآن کی تفسیر فرماتے اور جو تفسیر شیعہ امام حسن عسکری کی جانب منسوب ہے وہ صرف اسی قرآن کی تفسیر ہے اور اپنے بچے اور بچوں، غلاموں اور اہل و عیال کو اسی قرآن کی تعلیم فرماتے۔ نماز میں اسی کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ انہی امور کی بناء پر شیخ (صدوق) ابن بابویہ اپنی کتاب ”الاعتقادات“ میں تحریف قرآن (مجید) کے عقیدہ کاذبہ سے دستبردار ہوئے اور اسے فارغ خطی دے دی۔ اسی بناء پر اگر انہیں صدوق کہا جائے تو درست اور بجا ہے۔“ (تقدہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۵، مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۳ھ)

اسی طرح مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”قرآن مجید کہ ہاشمہ از حضرات

آئمہ زوایان منقول ہا تواتر است و ہمیشہ آں حضرات آئمہ اور اب بیت عبادت و نماز و خارج نماز تلاوت می فرمودند و امام حسن عسکری و دیگر آئمہ اور تفسیر کردہ اند و در کلام خود استشہاد بآیات و الفاظی آوردند۔

ترجمہ: "قرآن مجید بلاشبہ حضرات آئمہ اہل بیت سے تواتر کے ساتھ نقل ہوا ہے اور ہمیشہ سے یہ حضرات اسی قرآن کو عبادت کی نیت سے نماز میں اور نماز کے علاوہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضرت امام حسن عسکری اور دیگر آئمہ اہل بیت نے اسی قرآن مجید کی تفسیر کی ہے اور اپنی گفتگو میں اسی قرآن کی آیات اور الفاظ سے استشہاد لایا کرتے تھے۔" (ماہنامہ "افکار العارف" لاہور صفحہ نمبر ۳۸، مارچ ۱۳۷۱ء)

تبصرہ

"تحد اثنا عشریہ" کی مندرجہ عبارت میں نہ کوئی ایہام ہے اور نہ کوئی التزام! اور نہ ہی اس سے پس پردہ اہل تشیع کے عرف قرآن مجید نہ ہونے کا کوئی ثبوت ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ امامی علماء جن اہل بیت رسول ﷺ کی طرف غلط روایات اور تحریف قرآن مجید کے ذرائع کی نسبت کرتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ آئمہ اہل بیت تو اسی قرآن مجید پر ایمان لانے والے، اسی کی تلاوت کرنے، سننے، عمل کرنے اور آگے پہنچانے والے تھے اور یہی الحمد للہ شروع سے اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اہل تشیع جن بارہ بزرگوں کو مخصوص امامت کے زوایے میں رکھ کر شیخ جلی کے خواب دیکھتے ہیں۔ اس میں ان بزرگوں کی تعلیمات کا عمل و نقل قطعاً نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت زین العابدین، حضرت محمد باقر، حضرت جعفر صادق، حضرت موسیٰ کاظم، حضرت علی رضا، حضرت محمد تقی، حضرت علی نقی، یا حضرت حسن عسکری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم سب کے سب اہل سنت کی آنکھوں کا نور ہیں۔ ہمارے دل ان کی محبت سے دھڑکتے ہیں، ہمارے دماغ ان کے نور ولایت سے معمور ہیں اور ہماری کتابیں ان کے زہد و تقویٰ کی خوشبوؤں سے معطر ہیں اور قیامت کی صبح تک رہیں گی۔ البتہ بارہویں امام مہدی کے متعلق شیعہ تصور نظریہ اسلام سے بالکل جدا گانہ ہے۔ دین اسلام کہتا ہے کہ قرب قیامت میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے۔ اور ان کے قدم میمنت لزوم سے اہل حق کے مقدر کا ستارا چمکے گا، باطل کی بیخ کنی ہوگی اور شریعت محمدیہ ﷺ کا بول بالا ہوگا۔ اس کے برعکس اہل تشیع کے عقیدے کے مطابق امام مہدی

مبارہ صدیاں پہلے پیدا ہو کر عراق کی ایک غار میں موجود ہیں اور ظہور فرمائیں گے۔ یہ نظریہ صرف اور صرف عقیدہ امامت کے تسلسل کو جاری رکھنے کی زبردست ناکامی کے بعد بطور فارمولہ ایجاد کیا گیا تھا، بہر حال اس پر ہم مفصل بحث آگے کریں گے۔ اگرچہ ابتدائی قسطوں میں بھی ناقابل تردید دلائل سے ہم اس کا توڑ کر آتے ہیں۔ لگتا ہے جوادی صاحب خود کو بھی آئمہ اہل بیت میں شامل سمجھنے لگ گئے ہیں۔ وگرنہ یہ کھلی حقیقت اُن پر کیسے چھپ کر رہ سکتی ہے کہ اہل تشیع کی کتابیں نظریہ تحریف قرآن مجید سے لہاں ہیں۔ اور بیشتر روایات آئمہ معصومین سے منسوب کر کے کتب اربعہ اور ان کی شروحات میں جمع کر دی گئی ہیں۔ جبکہ آئمہ یا بزرگان اہل بیت کا اس عقیدے سے دور دور تک کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی اگر شیعہ کتب میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے یا ماننے کی بعض روایات آئمہ سے منسوب بھی کی گئیں ہیں تو اس کے جوابدہ اہل سنت نہیں ہیں، یہ آپ کے اپنے دروغ بے فروغ ہر حافظہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے مسئلہ امامت سے لے کر مسئلہ تحریف قرآن مجید تک پورے کا پورا مذہبی لٹریچر تصادات سے اٹا پڑا ہے۔

علامہ ڈھکو صاحب کا ایک نرالا ڈھکوسلہ

ہمارے مخاطب جناب جوادی صاحب کے چچر منفاں مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو آف مرگودھا (فاضل نجف اشرف عراق) کے مدرسہ سے ایک ماہانہ رسالہ ”دقائق اسلام“ لکھتا ہے۔ اس میں کسی سائل نے ڈھکو صاحب سے دریافت کیا کہ امام معصوم علیہ السلام کا کام ہمیں قرآن کے صحیح مفہوم (تفسیر) سے آشنا کرانا ہے تو پھر کسی امام علیہ السلام نے کھلی تفسیر قرآن مرتب کر کے عوام کو مہیا کیوں نہ کی؟ جس کا ہر حرف امام کا حرف ہوتا۔ امام حسن عسکری کی تفسیر کا ذکر ملتا ہے مگر متعدد علماء کرام نے اسے مستند قرار نہیں دیا۔ برائے مہربانی وضاحت کریں..... مذکورہ سوال میں مولانا ڈھکو صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ۔ اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک الزامی ہے جو یہ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نبی اعظم ﷺ کا اولین فرض یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن مجید کے صحیح مفہوم و مطلب کو سمجھائیں، جیسا کہ دوسری آیات کے علاوہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے:
وانزلنا الہک الذکو لتبین للناس مانزل الیہم (القرآن) ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو واضح طور پر بتائیں کہ کیا نازل کیا گیا ہے۔ تو پیغمبر ﷺ نے کیوں تفسیر قرآن نہیں لکھی؟ صرف زبانی و کلام پر کیوں اکتفاء فرمایا؟ تو جو جواب اس سوال کا دیا جائے گا

دی جواب امام معصوم کے تفسیر قرآن نہ لکھنے کا سمجھا جائے گا۔ اور دوسرا جواب یہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امام معصوم کو فرصت مل جاتی اور حالات سازگار ہوتے تو امام معصوم جو تفسیر قرآن لکھتے وہ چند ہزاروں تک محدود نہ ہوتی بلکہ علم و معرفت کے سمندر جاری کر دیتے۔

(ماہنامہ رواقِ حق و سلام، سرگودھا، صفحہ نمبر ۱۱۳، ذیستاریح، ۱۴۱۷ھ، ۲۰۱۷ء)

لکھیے! کیا رہا جواب ڈکھو صاحب کا؟ کاش آپ اہل حق میں پیدا ہوئے ہوتے تو آپ کو پتہ چلتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم قرآن کریم کی چلتی پھرتی عملی تفسیر تھے۔ دینی اسلام کا قوسے لہندہ حصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالات کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لب کھلتے تھے تو نبوت کا بیڑ کھنکھاتا۔ اور قرآن مجید جا بجا ان کے ایمانی چرچے کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ فیضانِ نبوت کی تاثیر اور قربیت ہی سے ممکن ہوا تھا۔

نیز ڈکھو صاحب کا یہ لطیفہ بھی قابلِ غور ہے کہ امام معصوم کو تفسیر قرآن مجید لکھنے کی فرصت ہی نہیں ملی، اور فرصت نہ ملنے کی علت بھی خود ہی لکھ دی کہ حالات سازگار نہ تھے۔ سبحان اللہ العظیم! یہ ہے عمارتِ موصوف کی شانِ امامت اور علمی طرہ امتیاز، جس پر وہ نازاں ہیں۔ بارہ آخر امام معصوم میں سے کسی ایک کو بھی خد میں قرآن مجید کے مواقع نہ مل سکے تو اس کا کم از کم لازمی نتیجہ یہ توکل آیا کہ آج اماموں کے پاس جتنا کچھ ہے، وہ سب خاندان ساز اور خود ساختہ ہے۔ یہ بھی بزرگانِ اہل بیت کی کرامت ہے کہ ان پر لگنے والے الزام میں بھی خود روافض کی ڈرگت بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو سلامت رکھتا ہے۔ خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ جس طرح عیسائی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الحیاذ باللہ تعالیٰ "ابن اللہ" کہتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ ان کا زمانہ قدیمہ سے چلا آرہا ہے۔ لیکن خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ ایسے ہی بزرگانِ اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم صحابہ کرام میں سے ہوں، تابعین میں سے یا آگے ان کی اولادیں، یہ سب، کے سب ان تمام الہامات سے پاک و منزہ ہیں جو ان سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ یہ باہم شیر و شکر تھے، قرآن مجید کو کامل و مکمل و اتم تسلیم کرتے تھے، تفسیرِ مروجہ کی اصطلاح تک نہیں جانتے تھے، حرمِ مسجد کے قائل تھے، عقیدہ رجعت ان کو چھو کر نہیں گزرتا تھا۔ سب و شتم ان کا مزاج نہ تھا۔ لعن و طعن ان کا وظیفہ نہ تھا۔ انہوں نے بعض ظالم حکمرانوں کے دور میں حسبِ حکمت و مصلحت گوشہ نشینی اختیار کر کے عہدوں کی ہوس اور اقتدار کی چمک سے کنارہ کشی ضرور اختیار کی لیکن استعماری طاقتوں کے آلہ کار بن کر امت کے قتل عام میں حصہ

دار نہیں ہے جیسا کہ اب یا صدیوں پہلے سے رافضیت یہود و نصاریٰ کی آبدوز میں بیٹھ کر مسلمانوں کا مسلسل نقصان کر رہی ہے اور سادہ لوح عوام کو ”ظہور امام“ کے سہانے خواب دکھا رہی ہے کہ جب فساد فی الارض ہوگا تو وہ ظہور کریں گے اور پوری دنیا پر رخص کے بادل چھا جائیں گے۔ پھر اصلی قرآن مجید بھی امت کو ملے گا اور دیگر آئمہ کی رجعت بھی ہوگی۔ یہ ساری رام کہانیاں کتب اہل تشیع میں موجود ہیں۔ اور جتنی اوٹ پناہنگ حکایتیں، خلاف لفظ و عقل واقعات اور متضاد شریعت مسائل علامہ ابن مطہر علی، علامہ باقر مجلسی یا قاضی نور اللہ شوستری کی تصانیف میں درج ہیں، وہ کسی شمار و تقار میں نہیں آسکتیں اور علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو شیعہ عالم علامہ ابن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق کو ”ازیں جہت اگر اورا صدوق نامند بجا است“ لکھا ہے تو بالکل درست لکھا ہے۔ کیونکہ شیخ صدوق ان چار علماء امامیہ میں سے ایک ہیں جو تحریف قرآن مجید کے قائل نہیں تھے، ان کے نام ہم پہلے بھی شاید درج کر آئے ہیں یعنی ① شیخ صدوق ② شریف مرتضیٰ ③ ابو جعفر طوسی ④ ابو علی طبرسی۔ اور ان چاروں کے قول کو خود امامی علماء نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا ہے کہ ان کی یہ بات آئمہ معصومین کی روایات سے ٹکراتی ہے لہذا مردود ہے۔ علامہ نوری طبرسی کی روایات ”فصل الخطاب“ کے مکمل حوالہ جات کے ساتھ پہلے گزر چکی ہیں۔ اسی طرح علامہ محمد بن مرتضیٰ الملقب فیض کاشانی نے اپنی تفسیر کتاب الصافی میں صفحہ بہ صفحہ ایسی لاتعداد روایات کا طومار باندھا ہے کہ جن کی زد سے موجودہ قرآن مجید محرف شدہ ہے۔ علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ امامیہ کے یہ اکابر اربعہ جنہوں نے تحریف کا انکار کیا ہے، ان روئے تقیہ انکار کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے محرفین کی تکفیر نہیں کی۔ اور نہ ہی آج کے اہل تشیع یہ جرأت دکھا کر سکتے ہیں کہ قائل تحریف کی تکفیر کریں، کیونکہ اس دودھاری تلووار سے وہ خود کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کی محبت ہے کہ امامی علماء بطور تقیہ بھی قائلین تحریف کی تکفیر نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑا امامی عالم عاشورہ کی منہ مانگی فیسیں معاف کر دے گا لیکن یہ الفاظ نہیں کہے گا۔ البتہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے حسن ظن کی بناء پر شیخ صدوق کو ظاہر تحریف کا انکار کرنے کی وجہ سے اگر اسم باسکی قرار دیا ہے تو یہ خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا شیعہ دنیا پر احسان ہے۔ بالکل یہی جواب ہمارے مخاطب موصوف کی اس تیسری خوش فہمی کا ہے جو انہیں ابو الفضل حضرت مولانا محمد کرم الدین دہرہ رحمہ اللہ کی کتاب ”نازیاتہ سنت“ کی ایک عبارت سے ہوئی ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

(جاری ہے)

مکاتیب قائد اہل سنت

(مسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت و اہل فطرت کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسرحدین کے نام ہیں۔ سرحدین کے نام اسلامی مکاتیب چونکہ تربیت کے خاتمہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زبردستی بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین و سرحدین کے نام ہیں ان کو شائع کرتے وقت کتب الہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسب ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے اتنا اس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف نسخہ کوئی ارسال فرما کر اس کا رخصت کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

یہ نام مولانا حافظ محمد الیاس رشتی

(۱۲۵) برادر محترم مولانا محمد الیاس صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۲۳-۲۴-۲۵ اکتوبر بدھ، قیام اور جمعہ المبارک کو ہو رہا ہے۔ وقفہ ۱۴۳۳ کے نفاذ کی وجہ سے بعض شرائط کے تحت محدود جگہ میں جلسہ کی اجازت ملی ہے۔ آپ بھی دعویٰ میں ہیں۔ حضرت مولانا ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم صاحب کے لیے اجازت نہیں ملی۔ اشتہار بڑا لاہور ہی سے چھپوایا جائے گا۔ آرڈر دے دیا گیا ہے۔ پہلا اجلاس بروز بدھ ان شاء اللہ دن کے بارہ بجے شروع ہوگا۔ آپ پہلے ہی دن تشریف لے آئیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی تقریر بعد نماز ظہر کرانی جائے۔ سیشن کورٹ میں ۹ تاریخ تھی منیر اقبال اور عبدالرزاق کی ضمانتیں مسترد ہوگئی ہیں۔ اب ان کو عائشہ بانی کورٹ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ ۹ افراد کی بندوبست بھی جمع کروادی جائیں گی اور کیس لڑنا پڑے گا۔ مقامی افسر مرزائی ہے۔ اور اہل سنت میں باہمی تفریق ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف مزید

درخواستیں بھیج دی ہیں۔ ان شاء اللہ۔ حسب موقع اس کے خلاف شدید احتجاج کیا جائے گا۔ ہائی حالات تسلی بخش ہیں۔ حسنا اللہ ونعم الوکیل۔ پروفیسر محمد یوسف صاحب سلیم چشتی جو مشہور شارب اقبال ہیں۔ وہ بھی مدعوین میں سے ہیں۔ انہوں نے خود خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ پہلے اکابرین کے خلاف تھے، اب مدنی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔ والسلام

۲۱ مارچ ۱۹۵۶ء

(۱۳۶) برادر محترم سلعہ اللہ تعالیٰ۔ سلام مسنون! ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ مندرجہ ذیل کتب

خرید لیں۔

① رسائل و مسائل از مودودی صاحب

② تجدید و احیاء دین //

③ مہمات حصہ اول و دوم //

پرانے اڈیشن تلاش کریں۔ کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ جدید ایڈیشنوں میں تبدل و تغیر کر رہے ہیں۔

جامعہ کے جلسہ کے حالات لکھیں۔ والسلام۔

۹ اگست ۱۹۶۰ء

(۱۳۷) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدد۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ ملا،

آپ مولوی غلام یحییٰ صاحب کو پھر نہ لکھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہری پور کے کسی مدرسہ میں مدرس

مقرر ہو گئے ہیں۔ جب کوئی مدرس معلوم ہو تو مطلع فرمائیں اور آئندہ سال کے لیے بھی کسی مستقل

مدرس کی تلاش میں رہیں۔ جو مسلک، قابلیت اور شرافت وغیرہ میں مناسبت رکھتا ہو۔ حق تعالیٰ خانگی

احوال کی اصلاح فرمائیں۔ صبر و تحمل سے ہی کام لیں۔ اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ علیحدگی پر

اصرار ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اپنی تابعداری کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی

مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ والسلام

۵ مئی ۱۹۵۹ء

(۱۲۸) برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے جلسہ پر نہیں جاسکا۔ محمود صاحب کو بھی اطلاع دے دیں تاکہ وہ انتظار نہ کریں۔ حاجی جمیل الرحمن صاحب (کرشن ٹکر) کو بھی مطلع کر دیں۔ ان کا خط آیا تھا۔ غائب وہ بھی انتظار میں ہوں گے۔ وسط مئی میں ان شاء اللہ مظفر گڑھ جانے کا پروگرام ہے۔ اگر وہاں جانا ہوا تو واپسی پر لاہور اتروں گا۔ احباب سے سلام عرض کر دیں۔ والسلام

تاریخ شمارد

(۱۲۹) برادر محترم حافظہ صاحب زید مجدد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ احقر بخیریت ہے۔ آئندہ سال کے لیے چکوال میں مولوی محبت خان صاحب مدرس کے متعلق میں نے لکھا تھا مگر آپ کا جواب نہیں آیا۔ کیا مولوی صاحب موصوف ہمارے لیے بہتر ہیں۔ یا کوئی اور مدرس معلوم ہو تو اطلاع دیں۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے سند یافتہ ایک مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں۔ محرم الحرام میں دو ماہ کے لیے چکوال شہر سے پانچ میل تک احقر کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ حکام کی پرانی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اب ضلع سرگودھا چارہا ہوں وہاں سے کلور کوٹ اور کوٹ ادو کی طرف چند دن لگ جائیں گے۔ خط کا جواب جامع مسجد گنبد والی جہلم کے پتہ پر بھیجیں۔ ”خدام الدین“ کا چندہ ختم ہے۔ آپ دفتر جا کر جلدی رقم جمع کروادیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام

۳ مارچ ۱۹۵۹ء

(۱۳۰) برادر محترم سلمۃ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ کافہہ مل ہوا۔ خدا کرے کہ مولوی اصغر حسین شاہ صاحب جلدی پہنچ جائیں۔ حج کی درخواست اگر منظور ہے تو امتحان نظر انداز کر دیں اور بعد میں امتحان بھی پوری تیاری کے ساتھ دیں۔ حق تعالیٰ بفرمائیں تراویح کے لیے جن حافظہ صاحب کو تجویز کیا ہے، یہ دیکھ لیں کہ وہ اچھے قاری بھی

ہوں۔ کیونکہ عام حافظ تو وہاں موجود ہیں۔ ضرورت قاری کی ہے جو وقت پر پہنچ جائیں۔ غالباً آئندہ ہفتہ کو احقر لاہور جائے گا اور دوسرے دن واپس آجائے گا۔ اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو دوام ذکر و اتباع نصیب فرمائیں۔ والسلام

۱۴ جولائی ۱۹۵۶ء

(۱۳۱) برادر محترم زید محمد ہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جواب میں غفلت سے تاخیر ہو گئی ہے۔ قرآن مجید پہنچ گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کوئی کھالوں وغیرہ کے سلسلہ میں مودودی جماعت کے خلاف اشتہار چھپا ہوا تو جلدی ارسال کر دیں۔

مطبع علمی میں ”آفتاب ہدایت“ کے کتنے نسخے فروخت ہوئے ہیں؟ کتابیں (تجدید و احیاء دین اور قہمات جلد اول) آپ نے تاحالی نہیں بھیجیں۔ اس میں جلدی کوشش کریں۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

(۱۳۲) برادر محترم زید محمد ہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا، حضرت قاری صاحب اگر ۲ اپریل کو یقیناً تشریف لائے والے ہوں تو جلد اطلاع دیں اور اس کے بعد کا پروگرام بھی اگر معلوم ہو جائے تو لکھیں۔ کیا راولپنڈی بھی تشریف لائیں گے؟ ”آفتاب ہدایت“ کی کاپیوں کی تصحیح کر رہا ہوں، جلد ہی طبع کرنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک بھی قریب ہے۔ کسی اچھے پریس کا پتہ رکھیں۔ والسلام

① حضرت اقدسؒ کے والد گرامی ابو الفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دیر کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جو آپؒ نے ستمبر ۱۹۲۵ء میں تصنیف کر کے شائع کروائی تھی۔ تب سے اب تک یہ کتاب متواتر شائع ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ادارہ منظر التحقیق لاہور کی جانب سے بھی اب تک اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں جا چکے ہیں۔ مولانا دیرؒ (متوفی ۱۹۳۶ء) کی وفات کے بیس سال بعد مولانا محمد حسین دھکونے اس کا جواب ”تجلیات صداقت“ کے نام سے لکھا تھا، جس کے جواب الجواب میں سلطان العلماء مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے دو جلدات پر ”تجلیات آفتاب“ لکھی۔ (سلفی)

② اس خط پر بھی تاریخ و سن درج نہیں۔ تاہم ظن و تخمین ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۵۵ء کا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؒ نے والد گرامی کی وفات کے بعد اولاً کتاب ”آفتاب ہدایت“ ۱۹۵۰ء میں اور ثانیاً ۱۹۵۵ء میں شائع کروائی تھی۔

(۱۳۳) بخد مت برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا معائنہ نامہ موصول ہوا۔ خواب بہت مبارک ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ کی خواب میں زیارت اور پھر ذکر نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی یہی حال عطا فرمائیں۔ وما ذاک علی اللہ عزیز۔ آپ ذکر میں لگے رہیں ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ ذکر اللہ کے ثمرات و برکات بے حد وعد ہیں۔ سفر حج میں بھی یہ سلسلہ کوشش کریں کہ منقطع نہ ہو۔ قلت طعام، قلت کلام اور قلت اختلاط بالانام وغیرہ کا اہتمام جاری رکھیں۔ رمضان المبارک کے بعد بھکر کا سفر ہے، وہاں سے ٹھکری جاؤں گا۔ اس لیے آپ اُن دنوں چکوال آنے کی تکلیف نہ کریں۔ لاہور آپ کب تک واپس چلے جائیں گے؟ شاید میں ٹھکری سے لاہور آ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ مقامات مقدسہ میں بندہ ناکارہ کو بھی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ حج کیسے کریں؟ مؤلف مولانا نعمانی صاحب لاہور سے غالباً مل جائے گی، وہ لے لیں والدہ مکرمہ کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔ والسلام

انبیاء ہیں وجہ رحمت اور رحمت آپ ہیں

مولانا لئیق احمد راغب بارہ بنکوی، مدرسہ رحمانیہ ٹانڈہ ہادی، رامپور

- | | | | |
|---|--|---|---------------------------------------|
| ★ | انبیاء ہیں وجہ رحمت اور رحمت آپ ہیں | ★ | آمنہ کا خواب، عیسیٰ کی بشارت آپ ہیں |
| ★ | سید اولادِ آدمؑ فر خلق آپ ہیں | ★ | زیب دینا ہے جسے تاج شفاعت آپ ہیں |
| ★ | دو جہاں کی دولتیں پاسنگ بھی جس کا نہیں | ★ | گوہر نایاب وہ درِ محبت آپ ہیں |
| ★ | دستِ اقدس میں لواء الحمد ہوگا جس گھڑی | ★ | جان لیں گے سب، شفیع خیر امت آپ ہیں |
| ★ | چاند و دکنوے ہوا تائید میں جس ذات کی | ★ | وہ امام الانبیاء شانِ رسالت آپ ہیں |
| ★ | سو گئے بستر پہ جب ہجرت کی شب حضرت علیؑ | ★ | اہل باطل نے یہ سمجھا بخیر راحت آپ ہیں |
| ★ | قہقہے بے سود ہیں جب ہو گیا سورج طلوع | ★ | یعنی آٹا مظہر ختم نبوت آپ ہیں |
| ★ | ابن مریم بھی جنیں گے بن کے تابع آپ کے | ★ | ایسے کز و فر کے مالک ماہِ شوکت آپ ہیں |
| ★ | قبلہ ازل کی عظمت کا ہے کیا پھر پوچھنا | ★ | کر چکے نبیوں کی اسمیں جب امامت آپ ہیں |

برگ آوارہ ہے راغب، سبچہ نظر کرم

حشر کے دن پیکرِ جود و سخاوت آپ ہیں

اخبار الخدام

مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب ☆

مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ چل بے

تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ، درویش منش عالم دین حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ تبلیغی سفر کے دوران اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم قریباً 20 سال خدام اہل سنت سے وابستہ رہے اور قریہ قریہ تبلیغی جلسوں سے وعظ فرماتے رہے طبیعت میں سادگی اور درویشی تھی اور نگلف و قصع سے کوسوں دور تھے۔ جو دستیاب ہوا کھا لیا اور جو میرا یا پہن لیا۔ پر اثر وعظ فرماتے اور فکر آخرت کے عنوان پر اکثر نصیحت آموز تقریر ہوتی۔ دینہ قیام کے دوران کھاریاں قتل کے سلسلے میں حضرت مولانا قاری ضییب احمد عمر رحمہ اللہ کے ساتھ پابند سلاسل بھی رہے اور ہمت و پامردی سے جھوٹے کیس کا سامنا کیا۔

چند سال قبل فالج کا ایک ہوا لیکن آفرین ہے کہ معذوری کو خود پر سوار کیا ہوا حوصلہ ہمارے ہوں۔ تبلیغی اسفار اور بیانات کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ مختلف مقامات پر خدمت دین کے سلسلے میں قیام رہا جبکہ آج کل شیخوپورہ رہائش پذیر تھے۔ دصال سے چند دن قبل آخری تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے تلہ مگ، چکوال، بیانات کے بعد آخری بیان 25 دسمبر 2018ء بعد نماز عشاء بھیرہ میں فرمایا اور طبیعت ناساز ہو گئی۔ تے آئی اور بے ہوش ہو گئے۔ چنانچہ شیخوپورہ لے جایا گیا جہاں سے لاہور جنرل ہسپتال منتقل ہوئے لیکن ہوش نہ آسکی اور یوں صبح پانچ بجے جان جان آفرین کے سپرد دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

اسی دن عصر کے بعد شیخوپورہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور یہیں تدفین عمل میں آئی۔

اگلے دن صبح امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر۔ مولانا عبدالجبار سلفی، قاضی طاہر حسین جرار اور راقم تعزیت کے لیے حاضر ہوئے۔ لواحقین اور مرحوم کے بیٹوں سے افسوس کیا حق تعالیٰ کے

حضور دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت مرحوم کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشیں لغزشات سے دور رکھے
فرمائیں۔ لواحقین کو صبر جمیل اور موصوف کو جنت الفردوس نصیب ہو۔
(27 دسمبر 2018ء) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی واعلیٰ اور مکتبہ داس خطیب
ہیں۔ خدام اہل سنت کی تبلیغی کاترلسز میں اجتماع کے ساتھ مدعو کیے جاتے ہیں اور بڑے نصیب کہ
عبت و خلوص کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ ایک روز ایک میٹنگ میں آپ کے بڑے بھائی وصال فرما
گئے۔ چنانچہ امیر تحریک دامت برکاتہم۔ مولانا عبدالجبار سہیل، قاضی طاہر حسین جہاد اور راقم تعزیت
کے لیے فیصل آباد حاضر ہوئے۔ مولانا عبدالرحیم چار یاری بھی تشریف لے آئے تھے۔ مولانا سے
انہوں کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کی مذہبی و سیاسی صورت حال پر بھی گفتگو ہوئی خطیب اسلام مولانا
منیر الحقانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق خطابت، قربانیاں اور دینی خدمات بھی تذکرہ میں رہیں۔ حق تعالیٰ
مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور جنت میں جگہ دیں۔ آمین!

آہ! یادگار اسلاف مولانا حکیم مختار احمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

(28 دسمبر 2018ء) رات گئے حافظ سلطان محمود سرکال والوں نے اطلاع دی کہ ہمارے

مخدوم بزرگ حضرت مولانا حکیم مختار احمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمۃ خطہ پوشو ہار کی معزوف شخصیت حضرت مولانا حافظ شادمان
خان رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور فخر اہل سنت حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی
تھے۔ تحریک خدام اہل سنت کے لیے آپ کا وجود ایک قیمتی اثاثہ تھا۔ لمحہ فکری و تنظیفی راہ نمائی
فرماتے اور اپنے تجربات سے آگاہی بخشتے تھے۔ دینی تعلیم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے حاصل کی
اور طب و حکمت میں مہارت طیبہ کالج و دیگر درس گاہوں سے حاصل کی۔

مخدوم و مکرم حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے روز نامہ اسلام میں حضرت حکیم
صاحب رحمۃ اللہ کے حوالہ سے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ

”حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی قدس اللہ سرہ العزیز کے برادر خورد اور میرے پرانے بزرگ
دوست مولانا حکیم مختار احمد الحسنی کا پچھلے دنوں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!
وہ ایک دور میں متحرک فکری اور نظریاتی راہ نمائوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کے ساتھ
میری پر جوش رفاقت رہی ہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ جامعہ نصرۃ العلوم میں بھی تعلیم

حاصل کی ہے ان کا نام آج کے نوجوان علماء اور کارکنوں کے لیے اجنبی ہو گا۔ مگر جن حضرات نے 1970ء کے انتخابات سے قبل اور بعد کے فکری اور نظریاتی معرکے اور محاذ آرائیاں دیکھی ہیں وہ ان سے یقیناً ناواقف نہیں ہیں۔ یہ 1967ء، 1968ء کے لگ بھگ کا قصہ ہے کہ مولانا حکیم مختار احمد الحسنی ؒ نے اپنے برادر بزرگ مولانا حافظ خالد محمود کے ہمراہ لاہور میں ایک فکری اور نظریاتی مورچہ جمایا اور کافی عرصہ جمیعہ علماء اسلام اور جماعت اسلامی کی باہمی معرکہ آرائی کا سرگرم کردار رہے اس دور میں جماعت اسلامی کے ساتھ محاذ آرائی کے دوسرے تھے۔ ایک یہ کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی بعض اعتقادی اور فقہی تعبیرات سے جمہور علماء اہل سنت کو اختلاف تھا اور دونوں طرف سے تنقید و جواب کا ماحول پوری شدت کے ساتھ گرم تھا۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی ؒ پیش پیش تھے۔ جبکہ سیاسی و فکری تقسیم میں جماعت اس وقت دائیں بازو کی جماعت شمار ہوتی تھی بلکہ دائیں بازو کی فکری قیادت کر رہی تھی۔ اس کے برعکس جمعیت علماء اسلام اپنے روایتی سامراج دشمن مزاج اور استعمار مخالف ایجنڈے کے باعث بائیں بازو کے قریب کبھی جاتی تھی اور ڈاکٹر احمد حسین کمال کی فکری راہ نمائی میں حکیم مختار احمد الحسنی ؒ اور دوسرے حضرات ”عوامی فکری محاذ“ کے نام سے اس کے لیے سرگرم تھے اور میں بھی اس وقت اس محاذ کا متحرک کردار تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ فکری محاذ آرائی ٹھنڈی پڑتی گئی حتیٰ کہ جہاد افغانستان کے دوران دائیں بازو اور بائیں بازو کی یہ تقسیم ہی تحلیل ہو کر رہ گئی اگر اس دور کی اس فکری اور نظریاتی معرکہ آرائی کی تاریخ مرتب کی جا سکے تو اس میں نئی نسل کے لیے راہ نمائی کا بہت سامان موجود ہے حکیم مختار احمد الحسنی ؒ اس نظریاتی اور فکری جنگ کا متحرک کردار تھے۔“

1971ء میں حضرت حکیم صاحب ؒ کے والد گرامی کا وصال ہوا اور 1972ء میں حضرت

مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی ؒ کے حکم پر اپنے آبائی علاقہ کی دینی راہ نمائی کے لیے حضرت حکیم صاحب کھنجر ممدال تحصیل گوجر خان منتقل ہو گئے۔ لاہور کی مہما گہمی اور حکیم صاحب کی سیاسی، سماجی اور دینی مصروفیت اور فعال کردار کے بعد ایک پسماندہ دیہات میں آمد اور قیام جہاں بڑے بھائی کے حکم کی بجا آوری تھی وہیں آپ کے عزم و حوصلہ کی بھی غمازی کرتا ہے۔

لاہور سے منتقلی کے بعد آپ نے قریباً نصف صدی اپنے گاؤں گزاری۔ اپنا مطلب شروع فرمایا جو خدمت خلق بھی تھی اور ذریعہ معاش بھی۔ علاقہ کی دینی و سیاسی راہ نمائی بھی فرمائی اور ان کے دکھ درد میں بھی ہمیشہ شریک رہے۔ راجہ پرویز اشرف سابق وزیر اعظم پاکستان آپ کے نیاز مند تھے اور راہ نمائی کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ خدام اہل سنت کے تبلیغی جلسوں میں بھی پابندی سے شریک ہوتے تھے اور اپنی بصیرت و فرد گراں قدر راہ نمائی اور مشاورت سے لوازمات لے تھے۔

خدام اہل سنت کی پچاسویں سنی کانفرنس بمبئی میں علالت باوجود شریک ہوئے اور مختصر بیان میں سامعین کو جماعت اور اکابر کے ساتھ جڑے رہنے کی تلقین فرمائی۔ راقم اسٹیج پر موجود تھا دوران خطاب جب آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا تو اس خیال نے بہت تکلیف دی کہ شاید یہ آخری ملاقات ہے:

میر جمع ہیں احباب درو دل کہہ لے

پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

آخری ایام میں معدہ کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوئے اور چند دن کی شدید علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون!

نماز جنازہ میں چکوال، جہلم اور علاقہ بھر کے احباب نے شرکت کی۔ راجہ پرویز اشرف بھی موجود تھے۔ امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسن اظہر مدظلہ نے امامت فرمائی اور حضرت مولانا علیہ الرحمۃ اپنے آبائی قبرستان میں خلد بریں ہو گئے۔

حق تعالیٰ حضرت حکیم صاحب مدظلہ کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشیں اور صاحبزادگان محترم حکیم احمد الخطیب۔ حافظ احمد الحسن زہیر اور حافظ قاسم خان کو چار ہمشیرگان و جملہ اہل خانہ سمیت صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

(9 جنوری 2018ء) راقم کی خالہ و چچی طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں۔ امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسن اظہر مدظلہ، حافظ سلطان محمود، قاضی طاہر حسین جبار، ملک عبدالغفار اعوان، ملک مقصود اعوان، ملک حسن معاویہ اعوان کے ہمراہ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ لواحقین سے انسوس اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

(9 جنوری 2018ء) چوہدری حیدر سلطان علی خان چکوال کے ضمنی الیکشن میں تیس ہزار کی بھاری لیڈ سے کامیاب ہو گئے۔ تحریک خدام اہل سنت نے حیدر سلطان کی حمایت کا اعلان کیا تھا

جس کے بعد حلقہ کے جماعتی احباب سرگرم ہو گئے اور حیدر کی کامیابی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ خدا تعالیٰ چوہدری حیدر سلطان کو مزید کامیابیوں سے نوازیں اور حلقہ کی خدمت اور بھرپور نمائندگی کی توفیق نصیب ہو۔ حلقہ کے جماعتی احباب کو مبارک باد و شکر یہ جنہوں نے جماعتی اعلان کی لالچ رکھی اور جماعت کے وقار میں اضافہ کا باعث بنے۔

(6 جنوری 2018ء) حضرت مولانا قاری سعید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی معروف دینی و سیاسی شخصیت تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر، ناظم دفتر پکتان غلام محمد، قاضی طاہر حسین جرار اور راقم الحروف تعزیت کے لیے جامعہ اسلامیہ حاضر ہوئے۔ جہاں حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا قاضی ہارون الرشید و دیگر احباب بھی موجود تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ کے جانشین مولانا قاری شتیق الرحمن مدظلہ سے اظہار افسوس کیا اور مرحوم کی بلندی درجات کے لیے دعا فرمائی۔ (جہاں سومر و سندھ میں حاجی عبدالجلیل صاحب مرحوم کے بھائی حاجی عبدالقادر صاحب سومر۔ جامعہ مظہریہ حسینیہ کے مدرس مولانا نذیر کاشوروی کے تایا گل حسن کاشوروی اور شاہ ناؤن کراچی میں فیاض شاہ ہزاروی صاحب کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ حق تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے)۔

اس موقع پر مختلف مذہبی و سیاسی عنوانات پر تبادلہ خیال بھی کیا گیا۔

- ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ میں تحریک خدام اہل سنت کے زیر اہتمام حسب ذیل مقامات پر تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے۔ ○ 22 دسمبر 2017ء، مرکزی مسجد ڈھابا، پکوال ○ 23 دسمبر 2017ء، نمبرہ جامع مسجد پکوال ○ 23 دسمبر 2017ء، جامع مسجد صدیق اکبر بنائن پکوال ○ 24 دسمبر 2017ء، مرکزی جامع مسجد آدھی، پکوال ○ 24 مارچ 2017ء، عبداللہ مسجد، سوہاہ ○ 24 دسمبر 2017ء، مرکزی جامع مسجد، نیلہ ○ 31 دسمبر 2017ء، جامع مسجد مدنی پندی ○ 31 دسمبر 2017ء، جامع مسجد عثمانیہ پادشاہان ○ 21 جنوری 2018ء، مرکزی جامع مسجد کرڑ ○ استاد العلماء حضرت مولانا قاری جمیل الرحمن مدظلہ۔ بعد برادر مولانا مخلص عبداللہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد سفر حرمین شریفین سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

حق چارباغ

خلافت راشدہ **يَا اَللّٰهُمَّ**

ہم تحریک خدام اہلسنت والجماعت کلورکوٹ ضلع بھکر اور
ہرنولی ضلع میانوالی کی طرف سے اپنے محبوب دوست

حضرت مولانا ^{فی اہلسنت} مسذہبی سکالر
حافظ ^{حفظہ} زابدین رشیدی صاحب

کو ترکیہ ام اہلسنت وجماعت پاکستان کا جنرل سیکرٹری
منتخب ہونے پر دل کی آغوا کبرائیاں سے

مبارکباد پیش کرتے ہیں

میتزین

حضرت مولانا ابو عمار محمد ابو بکر نفیس و
آراکین تحریک خدام اہلسنت والجماعت کلورکوٹ ضلع بھکر

حضرت مولانا قاری محمد نصر اللہ ناصر صاحب و
آراکین تحریک خدام اہلسنت والجماعت ہرنولی ضلع میانوالی

SHARIF
WALAT

بشمیتان نذر

قد املت کون من امت محمد بنی و منیت
مظاہر حسینؑ
تاؤن حاکم اقل سنت پاکستان

بیاد

حسن ہرنولی
مولانا یعقوب حسن
حضرت اہل ہمارا شرف اعظم

صحیحہ

(مسنو)

جامعہ حنفیہ اشرف العلوم

عید گاہ ہرنولی ضلع میانوالی کا 48 واں سالانہ جلسہ

ہرنولی بیچ 20 مارچ بروز منگل 2018ء

جائین قائد اہل سنت

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور حسین

امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

علم و نعت خوان

حضرات تشریف لارہے ہیں

قاری محمد سیف اللہ خالد مہتمم جامعہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی 0300-6084240



مفتی محمد شریف عابدی

مولانا محمد شریف عابدی

مفتی محمد شریف عابدی

مفتی محمد شریف عابدی



مفتی محمد شریف عابدی
مولانا محمد شریف عابدی
مفتی محمد شریف عابدی



مفتی محمد شریف عابدی
مولانا محمد شریف عابدی

مفتی محمد شریف عابدی
مولانا محمد شریف عابدی

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ

تقسیم استاد دستار بندی

عظیم الشان

قاضی محمد ظہور الحسنین اعظمی
مولانا محمد ظہور الحسنین اعظمی

24-25 مارچ 2018 ہفتہ اتوار

مولانا قاری محمد انور حسین انور خلیفہ جامع مسجد عبداللطیف مہتمم مدرسہ مظہر العلوم (ساتھی شاہجہان آباد لاہور)

03455511786 0544-628445

0345-9733358